21
2
ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۸ھ
۹ جنوری سنہ ۱۹۵۹ء
قیمت ۴ آنے
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولانا عبد الحمید صاحب سروش)

میرے آقا مجھے تیری عنایت یاد آتی ہے
وُہ چشمِ التفات و شانِ رحمت یاد آتی ہے

مدینے کی جھلک سے بزمِ جنّت یاد آتی ہے
جو اس پردے میں پنہاں ہے وُہ صورت یاد آتی ہے

ہُوا ہوگا منوّر جلوہؐ والا سے جب عالم
تو کیا عالم ہُوا ہوگا وُہ ساعت یاد آتی ہے

جمالِ لایزال ولم یزل وُہ پیکرِ اقدس
سراپا معجزانہ شان و عظمت یاد آتی ہے

برستے جس میں تھے ہر دم فیوضِ بارگاہ قدس
بشکل مصحف اقدس وُہ صحبت یاد آتی ہے

اشارے سے ہُوا جس کے فلک پر ماہ دوپارہ
وُہ پُر اعجاز انگشتِ شہادت یاد آتی ہے

فرشتے آکے ہوتے تھے مشرف جس میں روز و شب
وُہ خلوت یاد آتی ہے وُہ جلوت یاد آتی ہے

نہ تنہا جن و انساں آپ کی تصدیق کرتے ہیں
شجر ہوں یا حجر سب کی شہادت یاد آتی ہے

صدائے اُمّتی اُٹھتی ہے حشرِ نفسی نفسی میں
شفیع العالمیں کی شانِ رافت یاد آتی ہے

بچھائیں راہ میں کانٹے اُڑائیں سر پہ جو مٹّی
انہیں پر شاہِ دو عالم کی رحمت یاد آتی ہے

نہ تیزی تیغ جورِ کفر کی جس پر چلی ہرگز
بلالؓ اور ان کے ایماں کی صلابت یاد آتی ہے

حنین و بدر و طائف، خندق و یومِ اُحد تک میں
اُترتی تھی مسلماں پر جو نصرت یاد آتی ہے

ہے دریوزہ گری اس در کی فخرِ حاتم دوراں
شہِ کونین کی جود و سخاوت یاد آتی ہے

سروشِ کم سواد و کم بضاعت کم نگہ کو بھی
ہجومِ یاس و غم میں قدرِ سُنّت یاد آتی ہے

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۴ | ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ | ۹ جنوری ۱۹۵۹ء | شمارہ ۳۵

عازمین حج کی مشکلات

ارکانِ اسلام میں حج ایک اہم رکن ہے۔ ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے حج کا انکار کفر ہے اور فرض ہونے کے بعد اس کی ادائیگی میں بلا عذرِ شرعی تاخیر کرنا گناہ ہے۔ انگریز کے دورِ حکومت میں عازمینِ حج پر کوئی پابندی عاید نہ تھی حکومت کیطرف سے ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں مہیا کی جاتی تھیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کو اب بھی وہ سب مراعات دی جا رہی ہیں جو انگریز کے زمانہ میں ان کو حاصل تھیں لیکن تقسیم ملک کے بعد پاکستان میں حج پر بے شمار پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ ہر سال لاکھوں پاکستانی مسلمان حج کے لئے درخواستیں دیتے ہیں ان کی قسمت کا فیصلہ قرعہ اندازی سے کیا جاتا ہے۔ لاکھوں امیدواروں میں سے مسلمانوں کی محدود تعداد کو فریضۂ حج کی ادائیگی کا موقع دیا جاتا ہے۔ اکثر و بیشتر امیدوار اس سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں جن کو حج پر جانے کی سعادت نصیب ہوتی ہے اُن کو دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں زرِ مبادلہ اتنا کم دیا جاتا ہے کہ وہ ان کی ضروریات کے لئے بھی کافی نہیں ہوتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو ملکی سکہ کم قیمت پر فروخت کر کے اپنی ضروریات پوری کرنی پڑتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے ملکی سکہ کا جو نقصان ہوتا ہے اس کی ذمہ داری بالواسطہ حکومت پر عاید ہوتی ہے۔ جب حکومت کے اس رویہ پر نکتہ چینی کی جاتی ہے تو حکومت زرِ مبادلہ کی کمی اور سمندری جہازوں کی نایابی کا عذر پیش کرتی ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اس کی حکومت کیطرف سے یہ دونوں باتیں عذرِ لنگ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں جس ملک میں ہر سال کاروں اور تفریحی سامان کی درآمد پر بے دریغ زرِ مبادلہ صرف کیا جاتا ہو وہاں حج کے سلسلہ میں ایسے عذر پیش کرنا حکومت کی ارکانِ اسلام سے لاپرواہی کا زندہ ثبوت ہے۔ اسی طرح ہر سال یورپ اور امریکہ تعلیم اور سیر و سیاحت کے لئے جانیوالوں کے لئے اگر زرِ مبادلہ کی کمی کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی تو دیارِ حبیبؐ کے زائرین کے راستہ میں کیوں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں؟ اسی طرح سمندری جہازوں کی نایابی کا عذر بھی بے معنی ہے۔

حالیہ انقلاب کے بعد ہماری نئی حکومت ہر مسئلہ میں پرانی فرسودہ پالیسی کو ترک کر کے نئی پالیسی وضع کر رہی ہے۔ موجودہ زرعی تعلیمی صنعتی نظام میں اہم تبدیلیاں پیدا کرنے کے منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں۔ درآمد اور برآمد کی پالیسی پر نظر ثانی کی جا رہی ہے۔ ہمیں امید واثق ہے کہ عازمین حج کے متعلق بھی کوئی خوشگوار تبدیلی کی جائیگی۔ حال ہی میں حکومت نے ایک کمیٹی کے تقرر کا اعلان کر کے اس سلسلہ میں پہلا قدم اٹھایا ہے حج کے لئے درخواستیں دینے کے لئے وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ اس لئے حکومت کو اس معاملہ میں جلدی کرنی چاہیئے تاکہ عازمین حج کے متعلق نئی پالیسی وقت سے پہلے مرتب ہو سکے اور حج کے امیدواروں کی اکثریت کو گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی محرومی کا منہ دیکھنا نہ پڑے۔

اس موقعہ پر ہم حکومت سے یہ بھی درخواست کریں گے کہ وہ عازمین حج کو ایجنٹ حضرات کے چنگل سے نجات دلائے۔

یہ لوگ دوسرے سماج دشمن عناصر سے زیادہ خطرناک ہیں یہ بھولے بھالے دیارِ حبیبؐ کی زیارت کے مشتاق مسلمانوں کو لوٹتے ہیں۔ پہلے یہ لوگ پانچ روپیہ فی درخواست وصول کرتے ہیں۔ حالانکہ اس میں ان کو کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی اگر درخواست فارم اور فیس رجسٹری کے لئے تھوڑی رقم وصول کر لیتے تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ لیکن پانچ روپے فی درخواست کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ قرعہ اندازی میں امیدوار کا نام نکلے یا نہ نکلے ان کو تو صرف درخواستیں بھجوانے ہی سے کافی رقم مل جاتی ہے۔ قرعہ اندازی میں امیدوار کا نام نکل آنے کے بعد اس کو ایجنٹ کا کمیشن ادا کرنا پڑتا ہے حالانکہ قرعہ اندازی میں ان کا کوئی دخل نہیں ہوتا ان کو تو حج بکنگ آفس میں بھی جانے کی اجازت نہیں۔ پھر حرمین شریفین میں معلمین سے بھی فی حاجی کچھ رقم ان کو ملتی ہے۔ وہاں معلمین سے سعودی سکہ وصول کر کے ضرورت مند حاجیوں کو پاکستان میں ادائیگی کے وعدہ پر قرض دیدیتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ ہر سال ہزاروں روپیہ کما لیتے ہیں حکومت کو چاہیئے کہ ان لوگوں کے کاروبار کو قانوناً بند کر دے تاکہ عازمین حج کو ان کے پنجہ سے نجات مل سکے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نئی حکومت کو عوام کی جسمانی ضروریات کے ساتھ ساتھ اُن کی روحانی ضروریات کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

قیمتوں میں اضافہ

پاکستان میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد حکومت کی سخت گیر پالیسی کیوجہ سے بعض اشیائے خوردنی اور ضروری چیزوں کی قیمتوں میں معمولی سی کمی رونما ہو گئی تھی۔ عوام نے اس کو نیک فال سمجھا اور وہ خوشی کے شادیانے بجانے لگے۔ انہیں امید ہو گئی تھی کہ شاید آہستہ آہستہ قیمتیں گرانی سے پہلے والی سطح پر آجائیں گی اور ان کی مشکلات ختم ہو جائیں گی لیکن اُن کی سب اُمیدیں جلد ہی خاک میں مل گئیں ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

تین ماہ کے قلیل عرصہ میں ایک سے زائد مرتبہ قیمتوں میں اضافہ ہو چکا ہے۔ پہلی مرتبہ حکومت کی بروقت مداخلت اور انتباہ سے اضافہ کا رجحان عارضی طور پر رک گیا۔ اب دوبارہ یہ رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ کاروباری حضرات ہر وقت ایسے موقعہ کی تلاش میں رہتے ہیں جس سے وہ قیمتوں میں اضافہ کر سکیں۔ دودھ۔ گھی گوشت اور بعض دوسری چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ نہ معلوم حکومت قیمتوں میں اضافہ کے رجحان کو روکنے کے لئے کچھ کر رہی ہے یا نہیں۔ ہماری رائے میں حکومت کو فوراً مداخلت کرنی چاہیئے ورنہ عوام یہ سمجھنے لگیں گے کہ ہماری نئی حکومت نے بھی پہلی حکومتوں کی طرح تاجروں کے سامنے ہتھیار ڈال دئے ہیں۔

ہمیں اس موقعہ پر تاجروں سے بھی کچھ عرض کرنا ہے کہ آپ سب مسلمان ہیں۔ اسلام نے بلیک مارکیٹ ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی کی ہرگز اجازت نہیں دی۔ آپ جائز منافع لیں اس سے آپ کو نہ حکومت روکتی ہے اور نہ عوام منع کرتے ہیں دُکھ اس بات کا ہے کہ آپ اپنے مسلمان بھائیوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا چاہتے ہیں۔ خدارا اپنی ذہنیت کو بدلئے اس فانی زندگی کے چند روزہ عیش و آرام کی خاطر اپنی ابدی زندگی کو برباد نہ کریں۔

سُرخ نشان ×

آپ کے پتہ کی چٹ پر سُرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کا چندۂ خریداری ختم ہو رہا ہے لہٰذا جلد از جلد مزید چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا کر ممنون ہوں

اعمالِ انسانی کا ریکارڈ

(گزشتہ سے پیوستہ)

(وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ؕ) پ۱۵ ع ۱۲

ترجمہ۔ اور قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال نکال کر سامنے کر دینگے۔ اپنا نامہ اعمال پڑھ لے۔ آج اپنا حساب لینے کے لئے تو ہی کافی ہے۔

احادیث

حضرت انسؓ کہتے ہیں نبی انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہم حاضر تھے کہ یکایک حضورؐ ہنسے اور فرمایا۔ کیا تم کو میرے ہنسنے کی وجہ معلوم ہوئی۔ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ ہم سے بہتر جانتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ایک بندے کا اپنے رب سے خطاب مجھے ہنسا رہا ہے بندہ کہے گا اے میرے رب کیا تو نے مجھ کو ظلم سے پناہ نہ دی تھی۔ فرمان ہو گا دی تھی۔ وہ عرض کریگا کہ میں اپنے نفس کے خلاف اُس وقت تک کوئی بات جائز نہیں رکھوں گا جب تک مجھ ہی میں سے کوئی گواہ گواہی نہ دے گا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا آج کے روز گواہی دینے کے واسطے تیرا نفس اور کراماً کاتبین ہی کافی ہیں۔ یہ فرمان ہو کر اُس کی زبان پر مُہر لگا دی جائے گی۔ اور اُس کے اعضاء سے کہا جائے گا تم جواب دو۔ اعضاء تمام و کمال گواہی دیں گے۔ پھر اُس کی زبان کُھلوا دی جائے گی۔ اُس وقت یہ کہے گا تُمہارا بُرا ہو، تم مارے جاؤ۔ میں تمہارے واسطے جھگڑا کرتا ہوں اور تم ہلاکت میں ڈالتے ہو۔

شومیٔ قسمت اور زشتیٔ اعمال اُس کے گلے کا ہار ہے۔ بُری قسمت کے ساتھ بُرے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے۔ قیامت میں وُہی نظر آئیں گے۔ نامۂ اعمال اُس کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا کہ خود پڑھ کر فیصلہ کر لے۔ جو کام عمر بھر میں کئے تھے کوئی رہ تو نہیں یا زیادہ تو نہیں لکھا گیا۔ ہر آدمی اُس وقت یقین کریگا کہ ذرّہ ذرّہ عمل بلا کم و کاست موجود ہے۔

(وَالْوَزْنُ یَوْمَىٕذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ... فَاُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ۝) پ۸ ع ۸

ترجمہ۔ اور واقعی اُس دن وزن بھی ہو گا۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہو گا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور جس کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائیگا جن کے اعمال قلبیہ اعمال جوارح وزنی ہونگے وہ کامیاب ہیں۔ اور جن کا وزن ہلکا رہا۔ وہ خسارہ میں رہے + حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کے عمل وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں۔ ایک ہی کام ہے اگر اخلاص و محبّت سے حکم شرعی کے موافق کیا۔ اور برمحل کیا تو اُس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے یا ریس کو کیا یا حکم کے موافق نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا۔ آخرت میں وہ کاغذ تُلیں گے جس کے نیک کام بھاری ہوئے تو بُرائیوں سے درگزر ہوا اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔ بعض علماء کا خیال ہے۔ کہ اعمال جو اس وقت اعراض ہیں وہاں اعیان کی صورت میں جسم والے کر دیئے جائیں گے اور خود ان ہی اعمال کو تولا جائے گا + جیسے گراموفون میں آج کل لمبی چوڑی تقریریں بند کی جاتی ہیں۔ اسی طرح خدا کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ ہمارے کل اعمال کے مکمل ریکارڈ تیار رکھے۔ جس میں سے ایک شوشہ اور ذرہ بھی غائب نہ ہو۔

جب دُنیا میں بیسیوں قسم کی جسمانی میزانیں ہم مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اعیان و اعراض کے اوزان و درجات کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ تو اُس قادرِ مطلق کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایک ایسی حسّی میزان قائم کر دے جس سے ہمارے اعمال کے اوزان و درجات کا فرق صورتاً و حسۃً ظاہر ہوتا ہو۔

جس کے اعمال وزنی ہوں گے وہ اُس روز خاطر خواہ عیش و آرام میں ہو گا اور اعمال کا وزن اخلاص و ایمان کی نسبت سے ہو گا۔

(وَیَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝) پ۱۵ ع ۱۸

ترجمہ۔ اور کہیں گے افسوس ہم پر یہ کیسا اعمال نامہ ہے۔ کہ اس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی۔ مگر سب کو محفوظ کیا ہُوا ہے۔ اور جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا سب کو موجود پائیں گے۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

اعمالنامہ ہر ایک کے ہاتھ میں دیا جائیگا اُس میں اپنے گناہوں کی فہرست پڑھ کر مجرم خوف کھائیں گے۔ کہ دیکھیئے آج کیسی سزا ملتی ہے۔ ذرّہ ذرّہ عمل آنکھوں کے سامنے ہو گا۔ اور ہر ایک چھوٹی بڑی بدی یا نیکی اعمال نامہ میں درج شدہ پائینگے حق تعالےٰ کی بارگاہ میں ظلم کا بایں معنی تو امکان ہی نہیں کہ وہ غیر کی ملک میں تصرّف کرے۔ کیونکہ تمام مخلوق اسی کی ملک ہے۔ لیکن ظاہر میں جو ظلم نظر آئے اور بے موقعہ کام سمجھا جائے وہ بھی نہیں کرتا۔ نہ کسی کو بے قصور پکڑتا ہے۔ نہ کسی کی ادنیٰ نیکی کو ضائع ہونے دیتا ہے۔ بلکہ اپنی حکمتِ بالغہ سے نیکی و بدی کے ہر ایک درخت پر وہی پھل لگاتا ہے۔ جو اُس کی طبیعت کا تقاضا ہو

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

سو جس کو ملا اعمالنامہ داہئیں ہاتھ میں، تو اُس سے آسان حساب لیا جائیگا۔ اور جس کو ملا اُس کا اعمالنامہ پیٹھ کے پیچھے سے، سو وہ موت کو پُکارے گا۔

انسان دُنیا میں آخرت سے بے فکر تھا۔ اُس کا بدلہ یہ ہے کہ آج سخت غم میں مبتلا ہونا پڑا۔ اس کے برعکس جو لوگ دُنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی فکر میں گھُلے جاتے تھے اُن کو آج بالکل بے فکری اور امن چین ہے۔ کافر یہاں مسرور تھا مومن وہاں مسرور ہے۔

اُسے کہاں خیال تھا کہ ایک روز خدا کی طرف واپس ہونا اور رتّی رتّی کا حساب دینا ہے۔ اسی لئے گناہوں اور شرارتوں پر خوب دلیر تھا۔ پیدائش سے موت تک برابر دیکھنا تھا کہ اس کی رُوح کہاں سے آئی۔ بدن کس کس چیز سے بنا، پھر کیا اعتقاد رکھا۔ کیا عمل کیا۔ دل میں کیا بات تھی۔ زبان سے کیا نکلا۔ ہاتھ پاؤں سے کیا کمایا۔ اور موت کے بعد اس کی رُوح کہاں گئی اور بدن کے اعضا بکھر کر کہاں کہاں پہنچے۔

(ایم عبدالرحمٰن لدھیانوی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ رجمادی الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲ رجنوری ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

شاہنشاہِ حقیقی جل شانہٗ کے دربار کا بھی وہی قانون ہے

جو

دُنیا کے انصاف پسند بادشاہوں کا ہوتا ہے

کہ مجرم پہلے جرم کرتا ہے پھر اُسے سزا دی جاتی ہے

ہاں

اگر بادشاہ اپنی مہربانی سے معاف کر دے تو اس کا احسان ہے

مجرموں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے سزا دیئے جانے کے متعلق اعلانات

پہلا

(مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِہٖ ۙ وَلَا یَجِدۡ لَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۱۸ پارہ ۵

ترجمہ - جو کوئی بُرا کام کرے گا - اس کی سزا دیا جائے گا اور اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں پائیگا -

یہ کیوں

اللہ تعالےٰ کے احکام کی مخالفت کرنے والوں کو سزا کی دھمکی اس لئے دی گئی ہے کہ جو بادشاہ اپنے نافرمانوں کو سزا نہ دے سکے - اس کے ملک میں اس کی حکومت چل ہی نہیں سکتی - حضرت مولانا و مقتدانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی فرماتے ہیں کہ انسانوں میں بعض نفوس سبعیہ والے ہوتے ہیں - یعنی شکل میں تو وہ انسان ہی ہوتے ہیں - مگر ان کے اندر درندوں کی صفت ہوتی ہے - کہ جس کمزور کو دیکھا - اسے دُکھ دینا شروع کر دیا - اور اُس کمزور کی تکلیف اور دُکھ کو وہ درندوں کی طرح ذرا بھی محسوس نہیں کرتے - پھر حاکمِ وقت کا فرض ہوتا ہے - کہ اپنی طاقت سے ان درندہ صفت انسانوں کو عبرتناک سزا دے - تاکہ کمزور اور بےبس انسان بھی اس کی مملکت میں چین سے زندگی بسر کریں - اسی قاعدے کی بناء پر احکم الحاکمین نے بھی اپنی مقدس کتاب (قرآن مجید) میں اعلان فرما دیا ہے - کہ جو شخص بھی کوئی بُرا کام کرے گا - وہ سزا پائے گا -

دُوسرا

(مَنۡ یَّکۡسِبۡ اِثۡمًا فَاِنَّمَا یَکۡسِبُہٗ عَلٰی نَفۡسِہٖ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ۝) سورہ النساء ع ۱۶ پ ۵

ترجمہ - اور جو کوئی گناہ کرے - سو اپنے ہی حق میں کرتا ہے - اور اللہ سب باتوں کا جاننے والا حکمت والا ہے -

یعنی

جو شخص اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرے گا اس کی زد اسی پر پڑے گی - یعنی اس کی سزا بھی اسی کو بھگتنی پڑے گی - یہ نہیں ہوسکتا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی -

تیسرا

(یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ وَیُنۡذِرُوۡنَکُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ ہٰذَا ؕ قَالُوۡا شَہِدۡنَا عَلٰۤی اَنۡفُسِنَا وَغَرَّتۡہُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا وَشَہِدُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ اَنَّہُمۡ کَانُوۡا کٰفِرِیۡنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۶ پارہ ۸

ترجمہ - اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے - جو تمہیں میرے احکام سُناتے تھے - اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے - کہیں گے - ہاں - ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور انہیں دُنیا کی زندگی نے دھوکا دیا ہے - اور اپنے اُوپر گواہی دینگے - کہ وُہ کافر تھے -

سُبحان اللہ

اللہ تعالےٰ کی کیا عجیب قدرت ہے - کہ قیامت کے دن مجرم خود اپنے مجرم ہونے کا اعلان کریں گے - مگر اس دن کا اقرار کس کام کا - یہ اقرار تب مفید تھا - کہ عذاب الٰہی دیکھنے سے پہلے انبیاء علیہم السلام یا انبیاء علیہم السلام کی طرف سے آنے والے مبلغوں کی بات کو مان لیتے -

اِنسان کے جرموں کی نوعیت

اللہ تعالےٰ کے مذکورۃ الصدر اعلانات سے یہ چیز تو صاف ہوگئی - کہ بارگاہ الٰہی سے مجرموں کو سزا ملے گی - اب یہ چیز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انسانوں کے جرموں کی نوعیت کیا ہوگی - ہر انسان کے ذمہ دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں - ایک وہ حقوق جن کا تعلق اللہ تعالےٰ سے ہے - اور دوسرے وہ حقوق جن کا تعلق انسانوں سے ہے - لہٰذا انسان دونوں قسم کے حقوق میں سے جس کی حق تلفی کرے گا - مجرم قرار دیا جائے گا - اور سزا کا مستحق ہوجائیگا -

نمبر اوّل حقوق اللہ کی حق تلفی

حقوق اللہ کی حق تلفی تین صورتوں میں بالکل واضح طور پر ہوتی ہے - ۱ شرک کرنے سے - ۲ کفر کرنے سے - ۳ نفاق اعتقادی اختیار کرنے سے - تینوں کی تفصیل آگے ملاحظہ ہو -

مسئلہ توحید سمجھنے کے لئے قرآن مجید کی یہ آیات ملاحظہ ہوں

در اصل شرک یہ ہے کہ جو تعلق انسان کو اللہ تعالےٰ سے ہی رکھنا چاہئے تھا -

وہی تعلق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے بھی رکھے - اس کی چند مثالیں

پہلی

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ط اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

سورہ الشوریٰ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ - اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں - روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے - بیشک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے -

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی رزق کی کشادگی یا تنگی کرنے والا سمجھے گا - تو وہ مشرک ہو جائیگا - یہ مجرم اپنے آپ کو مشرک سمجھے یا نہ سمجھے - مگر قرآن مجید کے فیصلہ کے مطابق بارگاہِ الٰہی میں وہ مشرک ہی کہلائے گا - اگر یہ شخص توبہ کرکے مرا - تو بہشت میں جا سکے گا - چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور انور پر ایمان لانے سے پہلے اکثر مشرک ہی تو تھے - مگر ایمان لانے کے بعد ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر صحابی جنّت کا وارث ہے -

توبہ کئے بغیر مرا تو اس کے متعلق

قرآن مجید کا یہ اعلان ملاحظہ ہو:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ج وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ سورہ النساء رکوع ۷ پارہ ۵

ترجمہ - بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا - جو اس کا شریک کرے - اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے - اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا - اس نے بڑا ہی گناہ کیا -

دُوسری

قرآن مجید کا اعلان کہ اولاد فقط اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ج وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

ترجمہ - آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے - جو چاہتا ہے - پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے - لڑکیاں عطا کرتا ہے - اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے - یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے - اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے - بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے - سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

اب اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا

کسی اور کو بھی اولاد دینے یا نہ دینے کا اختیار خیال کرے - تو وہ اس معاملہ میں مشرک ہو جائے گا - اگر اس غلط عقیدہ سے توبہ کرکے مریگا تو بہشت میں جاسکیگا ورنہ نہیں -

تیسری

خلیل الرحمن حضرت ابراہیمؑ کا اعلان کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی بھی شفا نہیں دے سکتا

(وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور جب میں بیمار ہوتا ہوں - تو وُہی مجھے شفا دیتا ہے -

اتنے بڑے جلیل القدر پیغمبر کا اعلان کوئی معمولی چیز نہیں ہے - ان کے اس اعلان سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ بیماری سے شفا دینا یہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے - حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنی بیماری سے شفا پانے کے لئے اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہیں -

واقعہ بھی یہی ہے

کہ بیماری سے شفایابی اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے - اگر دوا میں شفا کی تاثیر بالذات ہوتی تو ہر مرتبہ استعمال کرنے سے شفا ہو جاتی - حالانکہ وہی دوا وہی مریض ایک مرتبہ استعمال کرتا ہے تو شفا ہو جاتی ہے - پھر وہی دوا اسی بیماری کے لئے دوسری مرتبہ استعمال کرتا ہے - تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا - اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے - کہ دو مریض ایک ہی بیماری میں مبتلا ہیں - ایک مریض کو ایک دوا سے فائدہ ہو جاتا ہے - اور دوسرے مریض کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا - لہٰذا ہر انسان بالخصوص مسلمان کا فرض ہے - کہ جب بیمار ہو تو شفایابی کی دُعا اللہ تعالیٰ سے کرے - ہاں دوا استعمال کرنا شرعاً کوئی جرم نہیں ہے -

اگر کوئی شخص علاج کی بجائے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرکے بیٹھ رہے

تو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے بھی ایسے لوگوں کو شفا عطا فرما دیتا ہے - لہٰذا ثابت ہو گیا - کہ شفا علاج پر موقوف نہیں ہے - بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ایسے

ستّر ہزار مسلمان بلاحساب وکتاب

بہشت میں جائیں گے -

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِيْلَ لِيَ انْظُرْ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ لِيَ انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

متفق علیہ - ترجمہ - ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے - پھر فرمایا - مجھ پر اُمّتیں پیش کی گئیں - پھر گزرنے شروع ہوئے - ایک نبی گزرا - اور اس کے ساتھ ایک ہی آدمی تھا (جو اس پر ایمان لایا) اور ایک نبی گزرا - جس کے ساتھ دو آدمی تھے - (جو اس پر ایمان لائے تھے) اور ایک نبی گزرا - جس کے ساتھ ایک جماعت تھی - اور ایک نبی گزرا - جس کے ساتھ کوئی آدمی نہیں تھا - (جو اس پر ایمان لایا ہو) - پھر میں نے ایک بہت بڑی جماعت کو دیکھا - جس نے کنارہ بھرا ہوا تھا - پھر میں نے امید کی کہ یہ میری اُمّت ہوگی - پھر کہا گیا - کہ یہ موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم میں ہیں - پھر مجھے کہا گیا - کہ دیکھ پھر میں نے بہت بڑی جماعت دیکھی - جس نے آسمان کے کناروں کو بھر دیا تھا - پھر مجھے کہا گیا - اِدھر اور اُدھر دیکھ - پھر میں نے بہت بڑی جماعت کو دیکھا - جنہوں نے آسمان کا کنارہ بھرا ہوا تھا - پھر کہا گیا - کہ یہ تیری اُمّت کے لوگ ہیں - اور ان کے ساتھ ستّر ہزار اُن کے آگے آگے ہیں - جو

بہشت میں حساب دیئے بغیر داخل ہونگے۔ وہ وہ لوگ ہیں۔ جو نہ پرندوں سے فال پکڑتے ہیں۔ اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں۔ اور نہ ہی داغ لگاتے ہیں (جو عرب میں رواج تھا۔ کہ بہت سی بیماریوں کے لئے اور کسی قسم کا علاج کرنے کی بجائے فقط اس جگہ کو داغ دینا کافی سمجھتے تھے) اور (اپنی بیماری سے شفا حاصل کرنے کے لئے) اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔ پھر عکاشہ بن محصن کھڑا ہوا۔ پھر عرض کی۔ (یا رسول اللہ) اللہ سے دُعا کیجئے۔ کہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ تو اس کو انہیں میں سے کر دے۔ پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا۔ پھر اس نے عرض کی۔ (یا رسول اللہ) اللہ سے دُعا کیجئے۔ کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا اس درجہ پر پہنچنے کے لئے عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔

کفر اور شرک کے مجرموں کی سزا کے

متعدد اعلانات

پہلا

(اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اُولٰٓئِکَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ)

سورہ البینہ پارہ ۳۰ ع ۲۷

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ اہل کتاب میں سے منکر ہیں اور مشرکین وہ دوزخ کی آگ میں ہونگے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی لوگ بد ترین مخلوقات ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ کافروں کو بد ترین مخلوقات قرار دیا گیا ہے۔ خواہ وہ لوگ اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرکوں میں سے ہوں اور یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ آسمانی کتاب پر ایمان لانے کے بعد بھی انسان کافر ہو سکتا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

مشرکوں سے اللہ تعالٰے بیزار ہے

(وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ)

سورہ التوبہ رکوع ۱ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کے دن لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔

دُعا

اللہ تعالٰے ہم سب مسلمانوں کو شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور یہ یاد رہے کہ توحید اور شرک میں صحیح اور مکمل طور پر آدمی تب تمیز کر سکتا ہے کہ خود قرآن مجید کا مطلب سمجھنے کی استعداد ہو۔ اور اگر اپنے اندر اتنی استعداد نہیں ہے تو پھر کسی عالم سے قرآن مجید با معنی پڑھے۔ یا کسی عالم قرآن مجید کے درس میں باقاعدہ جائے۔ ورنہ مسلمان بھی کہلائے گا اور شیطان اسے اپنے مکر و فریب کے جال میں پھنسا کر شرک کے دائرہ کے اندر لا کر کھڑا کر دیگا۔

مسلمان سے میری عقیدت

مسلمانوں کے متعلق میرا نظریہ یہ ہے۔ کہ کوئی مسلمان بھی شرک کو شرک سمجھ کر شرک نہیں کرتا۔ یا کفر کو کفر سمجھ کر کفر نہیں کرتا۔ شرک اور کفر کا الزام تو اس پر وہ لوگ لگاتے ہیں۔ جن کے سینہ میں نورِ قرآن ہے۔ ہاں یہ چیز ضروری ہے کہ اگرچہ شرک کو شرک یا کفر کو کفر سمجھ کر نہ کریں۔ مگر قانون الٰہی کی زد میں ضرور آئینگے۔ اور شرک اور کفر کی سزا ضرور پائیں گے۔ مثلاً اگر کوئی شخص زہر کو زہر سمجھ کر نہ کھائے تو بھی زہر اپنا اثر دکھائیگا۔ اور وہ موت کے گھاٹ اتر جائے گا۔ البتہ بیخبری میں کھانے کے باعث اسے خودکشی کا مجرم تو قرار نہیں دیا جائے گا۔

ایک شبہ کا جواب

اگر کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو۔ کہ جب وہ لوگ شرک کو شرک اور کفر کو کفر سمجھ کر نہیں کرتے۔ تو پھر انہیں دوزخ کی سزا کیوں دی جائے گی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہر کلمہ گو مسلمان کو معلوم ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالٰے کا نازل کیا ہوا ہے۔ اور اس میں مذہب اسلام کے متعلق تمام ضروری ہدایات موجود ہیں۔ پھر کیا ان مسلمانوں کا یہ مذہبی فرض نہیں تھا کہ کسی عالم دین کے پاس جاتے اور اس سے جا کر دین سیکھتے۔ ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ کہ ہر چیز سیکھنے سے ہی آتی ہے۔ اسی لئے ہر مسلمان جو کام بھی کرنا چاہتا ہے۔ اسے پہلے اُستاد سے سیکھنا ہے۔ اگر جوتا گانٹھنے کے لئے اُستاد کی ضرورت ہے۔ سر مونڈنے کے لئے حجام سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔ تو کیا خدا تعالٰے کا نازل کردہ مذہب اسلام کسی عالم سے سیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ تعلیم اسلام سے یہ بے توجہی اور یہ لاپرواہی ایک بہت بڑا جرم ہے جو ان لوگوں نے کیا۔

اس کے علاوہ

ان مجرموں پر ایک اور طریقہ سے بھی اتمام حجت ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی شرک اور کفر میں مبتلا رہنے والے مجرم ہو جاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ایسے حضرات علماء کرام ہر جگہ رکھے ہوتے ہیں۔ جو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی صحیح آواز مسلمانوں کے کانوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اپنے اس خطۂ ملک مغربی پاکستان میں آپ کراچی سے لے کر پشاور تک سیر کر کے دیکھ لیجئے۔ کہ بفضلہ تعالٰے ہر بڑے شہر میں بلکہ قصبات اور دیہات میں بھی کتاب و سنۃ کی صحیح تعلیم اور مسلمانوں کے کانوں میں صحیح آواز پہنچانے والے علماء کرام موجود ہیں۔

باوجود اس کے

پھر آپ کراچی سے پشاور تک حقیقت شناس نگاہ سے دیکھیں گے۔ کہ باوجود ان حضرات کی موجودگی کے اکثر مسلمان شرک اور کفر میں مبتلا ہیں۔ بلکہ ”الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے“ والی مثال ہے۔ کہ عام طور پر مسلمانوں کا بے دین طبقہ علماء دین سے متنفر اور بیزار ہے۔ اور بُرائی کے ہر کام میں دلچسپی لیتا ہے۔ روپیہ خرچ کرتا ہے۔ روزانہ وقت صرف کرتا ہے اور ان بیہودہ مجلسوں میں شوق سے جاتا ہے۔

کیا

سینما دیکھنے کے لئے ہر شہر میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے پاس وقت بھی ہے اور روپیہ بھی۔ باقی کتاب و سنۃ کی آواز پہنچانے والے علماء کرام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے ان کے پاس وقت نہیں ہے۔

ان بے دینوں کا اپنے متعلق فیصلہ

(اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِهَا تُکَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○ اِنَّهٗ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ○ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰۤی اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِیْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ○ اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے - کہیں گے اے ہمارے رب - ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے - اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے - اگر پھر کریں - تو بیشک ظالم ہونگے - فرمائے گا - اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو - اور مجھ سے نہ بولو - میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا - جو کہتے تھے - اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخشدے - اور ہم پر رحم کر - اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے - سو تم نے ان کی ہنسی اُڑائی - یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بُھلا دی - اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے

دیندار مسلمانوں کو چاہئے

کہ سابقہ آیات کا ترجمہ اپنے بے دین اعزہ و اقارب کو ضرور سُنائیں - ممکن ہے ان پیش آنے والے واقعات کو پڑھ کر اپنی اصلاح کرلیں - وما علینا الا البلاغ

حقوق اللہ کی حق تلفی کرنیوالا تیسرا جرم نفاق ہے

اس کی پہلی قسم

نفاق کی دو قسمیں ہیں - نفاق عملی اور نفاق اعتقادی - پہلی قسم کا ذکر مندرجہ ذیل حدیث شریف میں ہے -

(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)

متفق علیہ - ترجمہ - عبداللہ رض بن عمرو سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - چار خصلتیں ہیں جس میں یہ ہونگی وہ خالص منافق ہوگا - اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی - یہاں تک کہ اس سے باز آئے - (اور وہ چار خصلتیں یہ ہیں) جب امین بنایا جائے تو خیانت[1] کرے - اور جب بات کرے - تو جھوٹ[2] بولے - اور جب وعدہ کرے تو وعدہ[3] خلافی کرے - اور جب لڑے تو گالیاں[4] دے -

عملی نفاق والوں کے متعلق جو حدیث لکھی گئی ہے اس کے متعلق حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کی عبارت ملاحظہ ہو -

ایں سہ خصلت را نشان منافق داشت مجتمع یا تنہا تنہا و بر ہر تقدیر صاحب ایں خصال بحقیقت منافق نیست بلکہ مراد آنست کہ ایں صفات لائق منافقان است و سزاوار بحال مسلمانان آنست کہ ازینہا پاک و مبرا باشند چہ درینہا باطن مخالف ظاہر است - چنانکہ منافق را دل با زبان یکے نیست - و مسلمان را باید کہ بایں صفات عادت نکند - و مصر بر آں نباشد - تا مبادا بداں خو گیرد و رفتہ رفتہ بحقیقت نفاق کشد و بالجملہ وجود علامات نفاق مستلزم وجود نفاق نیست - و بحقیقت مراد انذار و تحذیر مومنان است - از اتصاف بایں صفات الخ -

ترجمہ - ان تین صفتوں کو منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے - ساری اکٹھی ہوں - یا علیحدہ علیحدہ ہوں - بہر حال ان صفتوں والا منافق نہیں ہے - بلکہ اس اعلان سے مراد یہ ہے - کہ یہ صفتیں منافقوں کے لئے مناسب ہیں - اور مسلمانوں کے مناسب حال یہ ہے - کہ ان صفتوں سے پاک اور کنارہ کش ہوں - کیونکہ ان صفتوں میں بھی باطن ظاہر کے مخالف تو ہوتا ہی ہے - جس طرح منافق کا دل اور زبان نہیں ہوتے (یعنی منافق ظاہر کچھ اور کرتا ہے - اور دل میں کچھ اور چیز ہوتی ہے) اور مسلمان کو چاہئے کہ ان صفات کو عادت نہ بنائے - اور ان صفتوں پر رہنے کی ضد نہ کرے - تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان چیزوں کی عادت پڑ جائے - اور ہوتے ہوتے حقیقی نفاق تک جا پہنچے - اور حاصل یہ ہے کہ نفاق کی علامتوں کے پائے جانے سے حقیقتاً منافق ہونا لازم نہیں آتا - اور در اصل مومنوں کو ان صفات سے متصف ہونے سے ڈرانا ہے -

نفاق اعتقادی کے منافقین

اس قسم کے منافق بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں - اور مسلمانوں ہی میں ملے جلے رہتے ہیں - مگر ان کے دل میں اسلام کی کوئی عزت نہیں ہوتی - اور نہ ہی سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کے دل میں کوئی احترام ہوتا ہے - یہ کافروں ہی کی طرح اسلام کے دشمن ہوتے ہیں - البتہ کفر کی سزا سے بچنے کے لئے مسلمان کہلاتے ہیں - اور مسلمانوں کے ساتھ راہ و رسم رکھتے ہیں -

اعتقادی منافقوں کا اپنا بیان کہ ہم نمائشی مسلمان ہیں

(وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○) سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ - اور جب ایمانداروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے - اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں - تو کہتے ہیں - ہم تو تمہارے ساتھ ہیں - ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں -

حاصل

یہ ہے کہ منافق صاف طور پر اقرار کرتے ہیں کہ ہم تو دشمنان اسلام کے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام رض سے مذاق کے طور پر ملتے جُلتے ہیں -

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رح کا حاشیہ

مذکورۃ الصدر آیت پر تحریر فرماتے ہیں - شیاطین یعنی شریر لوگ مراد ان سے یا تو وہ کفار ہیں جو اپنے کفر کو سب پر ظاہر کرتے تھے - یا وہ منافقین مراد ہیں جو ان میں رئیس سمجھے جاتے تھے - (انہیں کہتے تھے) اسلام کی مخالفت کے معاملہ میں ہم بالکل تمہارے ساتھ ہیں - تم سے کسی حالت میں جُدا نہیں ہو سکتے - (اور) ظاہری موافقت جو ہم مسلمانوں سے کرتے ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا کہ ہم واقع میں ان کے موافق ہیں - ہم تو ان سے تمسخر کرتے ہیں - اور ان کی بیوقوفی سب پر ظاہر کرتے ہیں - کہ باوجودیکہ ہمارے

افعال ہمارے اقوال کے مخالف ہیں۔ مگر وہ اپنی بیوقوفی سے صرف ہماری زبانی باتوں پر ہم کو مسلمان سمجھ کر ہمارے مال اور اولاد پر ہاتھ نہیں ڈالتے اور مال غنیمت میں ہم کو شریک کر لیتے ہیں۔" ان منافقین کے حق میں

اللہ تعالےٰ کا فیصلہ

ملاحظہ ہو۔ (صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۙ)

سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ۔ بہرے ہیں۔ گونگے ہیں۔ اندھے ہیں۔ سو وہ نہیں لوٹینگے۔

شیخ الہند حضرت محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

ملاحظہ ہو۔" یعنی بہرے ہیں۔ جو سچی بات نہیں سنتے۔ گونگے ہیں۔ جو سچی بات نہیں کہتے۔ اندھے ہیں جو اپنے نفع و نقصان کو نہیں دیکھتے۔ سو جو شخص بہرا بھی ہو اور گونگا بھی ہو۔ وہ کس طرح راہ پر آئے۔ صرف اندھا ہو تو کسی کو پکارے۔ یا کسی کی بات سُنے۔ تو اب ان سے ہرگز توقع نہیں کہ گمراہی سے حق کی طرف لوٹیں"

حاصل

یہ نکلا۔ کہ نفاق اعتقادی کے منافق بظاہر مسلمانوں سے ملتے ہیں۔ مگر دل میں اسلام کے احکام کے مان لینے کا جذبہ نہیں ہے۔ میرے اس بیان کی شہادت قرآن مجید میں ملاحظہ ہو۔

(اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ۔ بیشک منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں۔ اور وہی ان کو فریب دیگا۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو سُست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

نفاق اعتقادی کے مجرموں کی سزا کے اعلانات

پہلا

(سَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝) سورہ المنافقون رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ برابر ہے۔ خواہ آپ ان کے لئے معافی مانگیں یا نہ مانگیں۔ اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ بیشک اللہ بدکار قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

حضور انورؐ سے بڑھ کر اور کون مستجاب الدعوات ہو سکتا ہے

مگر اعتقادی منافقین سے اللہ تعالیٰ اس قدر ناراض ہے۔ کہ صاف طور پر اعلان فرما دیا ہے۔ کہ حضور انورؐ بھی ان کی بخشش کے لئے دُعا فرمائیں گے۔ تو بھی ہرگز نہیں بخشوں گا۔

دُوسرا

اعتقادی منافقوں کے لئے دوزخ میں داخلہ لعنت الٰہی اور دائمی عذاب

(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وُہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

معلوم ہُوا کہ عورتیں بھی نفاق اعتقادی کی منافق ہوتی ہیں

چونکہ نفاق اعتقادی ایک روحانی بیماری ہے۔ اس روحانی بیماری میں اگر عورتیں مبتلا ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر بھی وہی فرد جرم لگے گا۔ جو مردوں پر لگے گا۔ اور اسی سزا کی مستحق ہوں گی جو منافق مردوں کے لئے ہے۔ اللّٰھم اعذنا منہ

تیسرا

(اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝) سورہ التوبہ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا۔ تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔ اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

اللہ تعالےٰ ان سے اس قدر کیوں ناراض ہے

سابقہ اعلانات جو قرآن مجید کے آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان منافقوں اور کافروں میں بارگاہ الٰہی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ اس فرق نہ کرنے میں حق بجانب ہے۔ ان منافقین کا اپنا بیان سُن لیجئے۔

(اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝) سورہ الحشر رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکلینگے۔ اور تمہارے معاملہ میں کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے۔ اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ سراسر جھوٹے ہیں۔

منافقین کے اپنے بیان نے ان کا پول کھول دیا

کہ اگرچہ وہ بظاہر مسلمانوں سے میل جول رکھتے ہیں۔ مگر دل میں وہ دشمنان اسلام کے ساتھی ہیں۔ کہ اگر مسلمانوں سے کفار لڑیں گے تو وہ اسلام کے دشمنوں کا ساتھ دینگے۔ اسی بناء پر وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے مستحق ہو ہی نہیں سکتے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی منافقین کے لئے آپ کتنی ہی مرتبہ استغفار کیجئے۔ ان کے حق میں بالکل بیکار اور بے فائدہ ہے۔ خدا ان بدبخت کافروں اور نافرمانوں کو کبھی معاف نہ کرے گا۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کا انتقال ہُوا۔ آپ نے قمیص مبارک کفن میں دیا۔ لعاب مبارک اُس کے مُنہ میں ڈالا۔ نماز جنازہ پڑھی۔ اور دُعائے مغفرت کی۔ حضرت عمرؓ اس معاملہ میں آڑے آتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ یا رسول اللہ یہ وہی خبیث

تو ہے - جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی نالائق حرکات کیں - ہمیشہ کفر و نفاق کا علمبردار رہا - کیا حق تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا - استغفر لھم اولا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم - آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر - مجھ کو استغفار سے منع نہیں فرمایا گیا - بلکہ آزاد رکھا گیا ہے - کہ استغفار کروں یا نہ کروں - یہ خدا کا فعل ہے کہ ان کو معاف نہ کرے - یعنی ان کے حق میں میرا استغفار نافع نہ ہو - سو ان کے حق میں نہ سہی - ممکن ہے - دوسروں کے حق میں میرا یہ طرز عمل نافع ہو جائے - دوسرے لوگ سب سے بڑے موذی دشمن کے حق میں نبی کے اس وسعتِ اخلاق اور وفورِ رحمت و شفقت کو دیکھ کر اسلام و پیغمبرِ اسلام کے گرویدہ ہو جائیں - چنانچہ ایسا ہی ہوا - صحیح بخاری کی ایک روایت میں آپ نے فرمایا - کہ اگر میں جانتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں ستر مرتبہ سے زائد استغفار کرتا - گویا اس جملہ میں حضورؐ نے متنبہ فرمایا - کہ حضرت عمرؓ کی طرح آپؐ بھی اس کے حق میں استغفار کو غیر مفید تصور فرما رہے تھے - فرق اس قدر ہے - کہ حضرت عمرؓ کی نظر بغض فی اللہ کے جوش میں صرف اسی نقطہ پر مقصور تھی - اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میت کے فائدے سے قطع نظر فرما کر عام پیغمبرانہ شفقت کا اظہار اور احیاء کے فائدہ کا خیال فرما رہے تھے - لیکن آخرکار وحی الٰہی ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ نے صریح طور پر منافقین کا جنازہ پڑھنے یا ان کے اہتمام دفن و کفن وغیرہ میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی - کیونکہ اس طرز عمل سے منافقین کی ہمت افزائی اور مومنین کی دل شکستگی کا احتمال تھا - اس وقت سے حضورؐ نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی -

حقوق العباد

آج کے خطبۂ جمعہ میں دو عنوانوں پر کچھ عرض کرنا تھا - حقوق اللہ اور حقوق العباد حقوق اللہ کے متعلق بقدر ضرورت عرض کر چکا ہوں - اب حقوق العباد کے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں - چونکہ پہلا مضمون کچھ طویل ہو گیا ہے - اگرچہ اپنی وسعت کے لحاظ سے وہ بھی مختصر ہی تھا - اب میں چاہتا ہوں - کہ دوسرے مضمون (حقوق العباد) کے متعلق بھی کچھ عرض کر دوں - تاکہ خطبہ کے تجویز شدہ عنوان کی تکمیل ہو جائے -

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ؏

سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ - اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ - اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ - تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ - حالانکہ تم جانتے ہو -

لوگوں کا مال ناحق کھانے

کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں - مثلاً چوری یا خیانت یا دغا بازی یا رشوت یا زبردستی یا جُوا یا بیع کی ان صورتوں سے جو شرعاً جائز نہیں ہیں - ان ذریعوں سے مال حاصل کرنا حرام ہے -

آج کل میرے شہر لاہور

میں بہت بڑی تعداد حرام کھانے والوں کی ہے - اگرچہ مجھے یقین ہے - کہ کئی اللہ تعالےٰ کے بندے ایسے بھی لاہور میں ہیں جو رزق حلال کما کر کھاتے ہیں - مگر اکثریت حرام کا مال کھانے والوں کی ہے - کیا یہ لاہور میں عام شکایت نہیں ہے کہ ہر چیز میں کھری کے ساتھ کھوٹی - اصلی کے ساتھ نقلی - اور خالص کہکر ملاوٹ والی چیز گاہکوں کو دیتے ہیں - اسی گزشتہ اکتوبر سے جو نئی حکومت قائم ہوئی ہے - اس کی گرفت کے پنجے سے بچنے کے لئے مذکورۃ الصدر بد دیانتیوں میں یقیناً کمی ہوتی ہے - مگر جب حکومت کا پنجہ ڈھیلا ہو جائیگا - تو پھر بد دیانت لوگ وُہی کرینگے جو پہلے کیا کرتے تھے - کیا نئی حکومت کے تشدد سے پہلے کہیں خالص دُودھ بھی ملتا تھا - اور کیا خالص گھی ملتا تھا - مگر دُکاندار سب گاہکوں کو خالص کہہ کر ملاوٹ کی چیز دیتے تھے - کیا اس نئی حکومت کے تشدد سے پہلے لاہور میں یہ بات لوگوں میں مشہور نہیں تھی کہ سرخ مرچوں میں سرخ اینٹیں پیس کر ملائی جاتی ہیں - اور پسی ہوئی ہلدی میں زرد رنگ کی اینٹیں پیس کر ملائی جاتی ہیں - اور کیا لاہور میں ایسے ڈپو ہولڈر گرفتار نہیں ہوتے تھے - جو آٹے میں سفید پتھر پیس کر ملاتے تھے - ان کے علاوہ سرکاری ملازموں کو دیکھا جائے تو ان میں سے اکثر رشوت کے ذریعہ حرام کھاتے تھے - اب نئی حکومت کی گرفت کے باعث یہ چیز کم ہو گئی ہے -

حرام خوری کا نتیجہ

برادرانِ اسلام - یہ یاد رہے کہ جو شخص بھی حرام کی غذا کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اپنی عبادت کی توفیق سلب کر لیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ لاہور میں اکثریت بے دینوں اور بُرے اعمال کرنیوالوں کی ہے - اور حرام خوری کا لازمی نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ اولاد شریف - دیانتدار اور بھلی مانس نہیں ہوتی - حرام کی خوراک کے باعث حرام خوروں کے بچّوں کا بُرے کاموں کی طرف میلان طبع زیادہ ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے زمینداروں، رشوت خوار سرکاری عہدہ داروں، بد دیانت کارخانہ داروں، دغا باز دُکانداروں کی اولاد عموماً بدکار اور عیاش ہوتی ہے -

ہاتھ کنگن کو آرسی کی ضرورت نہیں ہوتی

مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ خود بھی اور اولاد کو بھی کچھ عرصہ تک محض حلال کا رزق کھاؤ اور کھلاؤ - پھر دیکھو کہ طبیعت بدی سے کس طرح نفرت کرتی ہے اور کس طرح نیکی کی طرف رغبت کرتی ہے - اس انقلاب اور تبدیلی کے لئے دوسری دوا اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کی صحبت بھی ہے -

اس نسخے کے استعمال کرنے کے بعد

دیکھئے گا کہ بے ایمان ایماندار ہو جائینگے - بد دیانت دیانتدار ہو جائینگے - جو دوزخ کی لائن پر جا رہے تھے بہشت کی طرف چل نکلیں گے -

دربارِ رسالت سے حرام خوری کی سزا کا اعلان

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ - رواہ احمد و دارمی و بیہقی فی شعب الایمان - ترجمہ - جابرؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - وُہ گوشت جو حرام کے مال سے پیدا ہو بہشت میں نہیں جائیگا - اور ہر وہ گوشت جو حرام کے مال سے پیدا ہو - آگ ان کو اپنے اندر سمیٹنے کی زیادہ مستحق ہے -

دُعا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حلال کا رزق کھانے اور اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب کا خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے آمین - وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

اخلاص کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ۔ عرض یہ ہے کہ اس مجلس میں مل بیٹھنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس دُنیا کی زندگی میں اپنا ظاہر اور باطن اس کی (اللہ تعالےٰ کی) مرضی کےمطابق بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

ہر چیز کی ایک صورت ہوتی ہے۔ اور ایک سیرت ہوتی ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی چیز کا جو نام ہے اس کی صورت اور سیرت بھی اسی کے مطابق ہو تو آپ پسند کرتے ہیں۔ مثلاً آپ گھڑی خرید کر تب لاتے ہیں جب اس کی صورت بھی گھڑی والی ہو۔ یعنی دو سوئیاں ہوں۔ ڈائل ہو جس پر ایک سے بارہ تک ہندسے چھپے ہُوئے ہوں۔ ساتھ ہی سیرت بھی گھڑی والی ہو۔ یعنی وقت بھی ٹھیک دے۔ دو آنے کی بھی تو گھڑی ملتی ہے۔ جو چھوٹے بچّے خرید کر کلائی پر باندھ لیتے ہیں۔ اس کی صورت تو گھڑی کی ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ سیرت گھڑی کی نہیں۔ اس لئے یہ گھڑی نہیں بلکہ بچّوں کا کھیل ہے۔ یا آپ آم خرید کر تب لاتے ہیں۔ جب اس کی صورت اور سیرت بھی آم والی ہو۔ لیکن اگر صورت تو آم والی ہو لیکن سیرت نہ ہو تو آپ ہرگز نہیں خریدینگے۔ کبھی مصنوعی آم بھی آپ مہمانوں کے سامنے رکھتے ہیں۔ لاہور میں ایسے کاریگر موجود ہیں۔ جو مٹّی کے آم بناتے ہیں۔ اگر چالیس اصلی اور دس نقلی آم رکھ دیئے جائیں۔ تو آپ نہیں پہچان سکیں گے۔

گویا کہ جس کام کے لئے کوئی چیز بنائی گئی ہے۔ اس کی صورت بھی اسی کی ہو اور سیرت بھی اسی کی ہو۔ تب آپ اس کو پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح انسان کی بھی ایک صورت ہے۔ اور ایک سیرت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہر انسان کو صورت تو انسانیت کی عطا فرمائی ہے۔ سیرت بھی انسانیت کی ہو۔ تو اللہ تعالےٰ اس قسم کے انسان کو پسند فرماتے ہیں۔

انسانی سیرت کی تفصیل قرآن مجید بتلاتا ہے۔ اور اس کا عملی نمونہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ آپؐ کی صحبت جس کو نصیب ہوگئی۔ اور وہ عقیدت۔ ادب اور اطاعت سے آپ کے دامن سے وابستہ رہا۔ وہ صحیح معنوں میں انسان بن گیا۔ اب اولیاءِ کرام کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہنے سے انسانی سیرت پیدا ہوتی ہے۔ مَیں دعوےٰ سے کہتا ہوں۔ کہ جس دن ہمارے علماءِ کرام دستارِ فضیلت باندھ کر آتے ہیں۔ ان میں یعلمھم الکتاب کی استعداد تو پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن ان میں سو میں سے سو یزکّیھم کے اعتبار سے صفر محض ہوتے ہیں۔ یزکّیھم کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگ امراض رُوحانی سے شفا پائیں مثلاً حسد۔ کبر۔ عجب۔ ریاء سے لوگوں کے قلوب پاک ہو جائیں۔ جس دن دستارِ فضیلت باندھتے ہیں اس دن وہ خود بھی ان امراض رُوحانی سے شفایاب نہیں ہوتے۔ چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کی صحبت کی برکت سے ان امراض رُوحانی سے شفا پائیں۔ وہ تزکیہ کے لفظ سے تو آشنا ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا رنگ تب ان پر چڑھتا ہے۔ جب کسی اللہ والے کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔

آپ کو اللہ تعالےٰ یہاں لاتے ہیں تو سوچا کیجئے۔ کہ یہاں آنے کے بعد اصلاح ہوئی ہے یا نہیں۔ بارش جب زمین پر برستی ہے تو مٹّی سے درخت اور سبزیاں اُگتی ہیں۔ لیکن وُہی بارش جب پتھّر پر برستی ہے تو پانی بہ جاتا ہے۔ نہ درخت اُگتے ہیں نہ سبزیاں۔ آپ کو غلط فہمی نہ ہونے پائے۔ پہاڑوں میں جو درخت اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں وہ در اصل زمین میں پیدا ہوتی ہیں۔ پتھروں میں پیدا نہیں ہوتیں پتھروں کے درمیان اللہ تعالےٰ نے مٹّی بھی پیدا کر رکھی ہے۔

اس اجتماع کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی صورت بھی انسانیت کی اور سیرت بھی انسانیت کی بنا دیں۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ صورت تو کھری چیز کی ہو۔ لیکن سیرت کھوٹی کی ہو۔ اُ اسی طرح انسانوں میں بعض کھوٹے اور بعض کھرے ہوتے ہیں۔ خالی سُننے سے کچھ نہیں ہوتا۔ منافق بھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے قرآن مجید سُنتے تھے۔ لیکن ان کو سُننے سے کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ وہ اپنی اصلاح کے لئے نہیں سُنتے تھے۔ بلکہ یہود کا آلۂ کار بن کر سُننے کے لئے آتے ہیں۔ (سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْکَ ط الآیہ سورہ المائدہ ع ۶ پ ۶

ترجمہ۔ جھُوٹ بولنے کے لئے جاسوسی کرتے ہیں۔ وہ دوسری جماعت کے جاسوس ہیں جو آپ کے پاس نہیں آئی۔) اگر صورت انسانیت کی ہے۔ لیکن سیرت انسانیت کی نہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے ہاں ایسا انسان مردود ہے۔ انسانیت کے لئے آخرت میں اللہ تعالےٰ نے جو مقام بنایا ہے۔ اس کا نام جنّت ہے۔ اگر سیرت انسانیت کی نہیں تو ایسے انسان کے لئے جنّت نہیں ہے۔

سیرت کیسی ہونی چاہئے؟

اس کی تفصیل قرآن مجید بتلاتا ہے۔ اور اس کا عملی نمونہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جیسے آپ کو فقط صورت پسند نہیں۔ آپ صورت کے ساتھ سیرت بھی چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کو بھی انسان اور اس کے کسی عمل کی فقط صورت پسند نہیں بلکہ ساتھ سیرت بھی چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مطلق دین نہیں چاہتے۔ بلکہ دین خالص چاہتے ہیں۔ (اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ط)

سورہ الزمر رکوع ۱ پ ۲۳

ترجمہ۔ خبردار! خالص فرمانبرداری اللہ ہی کے لئے ہے + نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ یہی حکم دیتے ہیں۔ (فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ۰)

سورہ الزمر رکوع ۱ پارہ ۲۳

(ترجمہ۔ پس آپ خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری مدِّنظر رکھ کر اس کی عبادت کریں)

مخلوط بالشرک اور مخلوط بالبدعات دین اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں۔ مطلق نماز ہو۔ مطلق روزہ ہو مطلق زکوٰۃ اور صدقاتِ خیرات ہوں۔ اور مطلق حج ہو تو ان میں سے کوئی عبادت اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں۔ اگر اخلاص نہیں تو کسی عمل کی کوئی

قیمت نہیں۔

انگریز کے زمانہ میں سی آئی ڈی والے حج کے لئے جاتے تھے۔ احرام بھی باندھتے تھے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ بھی پڑھتے تھے۔ لیکن انگریز کی طرف سے کسی بندۂ خدا کی ڈائری لکھنے کے لئے جاتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے لئے حج کرنے نہیں جاتے تھے۔ اس لئے ان کے حج کی اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں۔ ان کو انگریز تنخواہ کے علاوہ اوورسیز (OVERSEAS) الاؤنس دیتا تھا۔

حضور انورؒ اپنے ایک ارشاد میں فرماتے ہیں کہ عالم۔ شہید اور سخی اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اس حدیث کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے پہلا شخص جس پر قیامت کے دن حکم لگایا جائے گا۔ وہ شخص ہوگا جو شہید کیا گیا ہوگا۔ پس اس کو میدانِ قیامت میں لایا جائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیگا اور وہ سب اُس کو یاد آجائیں گی۔ پھر اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے شکریہ میں کیا کام کیا۔ وہ کہے گا میں تیری راہ میں لڑا۔ یہاں تک کہ شہید کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تُو تو اس لئے لڑا تھا کہ لوگ تجھ کو بہادر کہیں۔ چنانچہ تجھ کو بہادر کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا اس کو مُنہ کے بل کھینچا جائے۔ اور دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ پھر وہ شخص ہوگا جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔ پس اُس کو اللہ تعالےٰ کے حضور میں لایا جائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ وہ اُن کو یاد کرے گا۔ پھر اللہ تعالےٰ اُس سے پُوچھے گا۔ تم نے ان نعمتوں کا شکریہ کیونکر ادا کیا۔ وہ کہے گا۔ میں نے علم سیکھا دوسروں کو سکھایا اور تیرے ہی لئے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تُو نے تو علم اس لئے سیکھا تھا کہ لوگ تجھ کو عالم کہیں اور قرآن اس لئے پڑھا کہ لوگ تجھ کو قاری کہیں۔ چنانچہ تجھ کو عالم اور قاری کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا اور اُس کو مُنہ کے بل، گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر وہ شخص ہوگا جس کو اللہ تعالےٰ نے وسعت دی اور اس کی روزی کو زیادہ کیا۔ اور طرح طرح کا مال عطا کیا۔ اُس کو اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ اُس کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ اور وہ اُن نعمتوں کو یاد کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس سے پوچھے گا ان نعمتوں کے شکریہ میں تو نے کیا کام کیا۔ وہ کہے گا۔ میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کرنا تجھ کو پسند تھا نہیں چھوڑا تھا۔ اور تیری خوشنودی کے لئے خرچ کیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ تو جھوٹا ہے۔ تو نے اس لئے خرچ کیا تھا کہ تجھ کو سخی کہا جائے۔ چنانچہ تجھ کو سخی کہا گیا۔ پس حکم دیا جائیگا۔ اس کو مُنہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ اور پھر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم) (کتاب العلم مشکوٰۃ)

اس ارشادِ نبویؐ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مطلق علم۔ مطلق قاری ہونا۔ مطلق سخاوت اور مطلق شہادت اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ حالانکہ شہید کا درجہ اتنا بلند ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ (رواہ مسلم)

(ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کی راہ میں شہید ہو جانے سے سوائے قرض کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں) شہید کی رُوح معلق رہتی ہے۔ اگر اس کے ذمہ قرضہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے لئے سر کٹوانے سے یہ ثواب ملتا ہے نہ کہ بہادر کہلانے کے لئے سر کٹوانے پر۔

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ یہ کام تیرے لئے ہے۔ غیر کے لئے نہیں ہے۔ غیر اللہ کی نفی ضروری ہے۔ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ اسلام کی بنیاد ہے۔ اس میں بھی پہلے غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے خالی اللہ ہُو دوزخ سے نہیں بچائے گا۔ غیر اللہ کی نفی ضروری ہے۔ اخلاص نہ ہو تو دین کا کوئی کام اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا۔ اخلاص کی ضد ہے ریاء۔ اگر اخلاص نہ ہو تو کیا ہوتا ہے؟ جس طرح آم میٹھا نہ ہو تو کھٹا ہوگا۔ اِسی طرح اخلاص نہ ہوگا تو ریاء ہوگا۔ اگر اخلاص آیا تو ریاء رُخصت ہو جائے گا۔ اگر ریاء آیا تو اخلاص گیا۔ جس طرح روشنی آئی تو اندھیرا گیا۔ اندھیرا آیا تو روشنی گئی۔ ریاء کو حضورِ انورؐ نے شرک اصغر فرمایا ہے۔ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ (رواہ احمد) ترجمہ۔ محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جس چیز سے تمہارے متعلق بہت زیادہ ڈرتا ہوں وہ چھوٹا شرک ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی چھوٹا شرک کیا ہے یارسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا۔ ریاء

آپ نے ریاء کو سب سے بڑا خطرہ فرمایا ہے۔ اخلاص کو حال بنانے کے لئے تزکیہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ قادر ہیں وہ چاہیں تو پیغمبری دے دیتے ہیں وہ چاہیں تو بلا تزکیہ اخلاص کی نعمت بھی عطا فرما سکتے ہیں۔ لیکن قانون یہی ہے۔ کہ اخلاص کو حال اللہ والے بناتے ہیں۔ ان کی صحبت میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ تو ریاء نکل جاتا ہے۔ میرے دو مربی ہیں۔ حضرت دین پوریؒ اور حضرت امروٹیؒ۔ امروٹ شریف لاہور سے چار سو میل ہے۔ میرے پاس جو لوگ اللہ تعالےٰ کا نام پوچھنے آتے تھے۔ جبتک یہ دونوں حضرات زندہ رہے۔ ان میں سے متمول حضرات کو ان کے ہاں ہی بھیج دیا کرتا تھا۔ حضرت امروٹیؒ مجھے فرمایا کرتے تھے۔ کہ بیٹا! ان کو وہیں اللہ تعالےٰ کا نام بتلا دیا کرو۔ اتنی دُور کیوں بھیجتے ہو تو میں نے اللہ تعالےٰ کا نام یہیں سکھلانا شروع کردیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں پہلا سبق یہ دیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر یہ خیال پکایا کریں کہ دماغ میں اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی چیز نہ رہے۔ نہ زمین رہے نہ آسمان رہے نہ انسان رہے نہ شیطان رہے۔ فقط اللہ تعالےٰ ہی خیال میں رہے۔ باقی سب کو ایک پھونکے سے اُڑا دیا جائے۔ یہ مسئلہ کتابوں میں کہیں نہیں آتا۔ اس کو الفاظ میں میں نے عرض کر دیا ہے۔ لیکن اس کو حال بنانا مشکل ہے ع

مدتہا باید کہ تا خون شیر شود

شیطان ہر انسان کے ساتھ ملازم صحبت ہے۔ وہ اخلاص رہنے نہیں دیتا۔ اور ریاء لاتا ہے۔ ریاء کے آنے کا نہ عوام کو اور نہ عام طور پر علماء کرام کو پتہ چلتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں مدت مدیدہ تک

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
اَمَّا بَعْدُ

چہل حدیث

مرتبہ

(حضرت مولانا محمد ضیاء الحق صاحب مدظلہم صدر مدرس جامعہ اشرفیہ متصل مسجد نیلہ گنبد لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و تعریف ہے اُس ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کو جس کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور ہزاروں درود اور سلام ہوں اُس کے پیارے اور سچے نبی رحمۃ للعالمین پر اور اُس کی آل و اصحاب پر اور اُس جماعت پر جو اُس کے راہ پر چلنے والی ہے۔ اس کے بعد خاکسار گنہگار خاکپائے اساتذہ فقیر محمد ضیاء الحق علوی حنفی نور پوری دیندار مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ہمارے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے[۵۱] کہ جو شخص میری اُمّت کے فائدہ کے واسطے دین کے کام کی چالیس حدیثیں سُنائے گا[۵۲] اور یاد کرے گا خدا تعالیٰ اُس کو قیامت کے دن عالموں اور شہیدوں کی جماعت میں اُٹھائے گا اور فرمائے گا جس دروازہ سے دل چاہے جنّت میں داخل ہو جاؤ۔

اس بشارت کو سُن کر حدیث کے بشمار[۵۳] عالموں نے جُدے جُدے طریقہ پر چالیس چالیس حدیثیں جمع کی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے امیدوار ہیں کہ ان کو علماء و شہداء کے زمرہ میں محشور فرمائے۔ مجھ گنہگار شرمسار کو چونکہ کسی عمل اور عبادت کا وسیلہ نہیں ہے۔ صرف خدا کی رحمت پر بھروسہ کئے بیٹھا ہوں۔ اسی طمع میں عرصہ سے خیال تھا کہ اگر میرے ناچیز قلم سے چالیس حدیثیں اس طرح پر جمع ہو جائیں کہ عام مسلمانوں کو اس سے نفع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہو تو خدا کے فضل سے کچھ بعید نہیں کہ یہ ناچیز عمل اس کی رحمت کے لئے بہانہ بن جائے۔ اور حدیث نبوی کے محدثین اور شریعت محمدیہ کے علماء و مجتہدین اور اپنے اساتذۂ کاملین کے خدام میں میرا بھی حشر ہو جائے۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ میں یہ چہل حدیث لکھ کر بزرگوں اور عالموں کے خدام میں محسوب ہونے کی دُعا کرتا ہوں۔ (آمین) اگرچہ یہ ایک بڑی آرزو اور اپنے حوصلہ سے زیادہ تمنّا ہے۔ لیکن خدا کے نزدیک کچھ مشکل نہیں۔ وہ کریم کارساز ہے۔ اس کی ذات ذرّہ نواز ہے۔ اُس کا فضل عام ہے۔ اچھوں کے ساتھ بروں کو بخشنا اس کا کام ہے۔ دُنیا میں بھی سونے کے ساتھ میل اور مٹھائی کے ساتھ مکھیاں تُل جاتی ہیں۔ گو بظاہر اس میں بزرگوں کی ہمسری کا شُبہ ہوتا ہے۔ مگر الحمد للہ کہ فقیر کا ایسا خیال نہیں ہے۔ صرف ان حضرات کے ساتھ ایک نسبت اور علاقہ کی آرزو ہے۔ خُدا اُسے پُورا کرے۔ اور اس رسالہ میں ان امور کا لحاظ رکھا گیا ہے (۱) حدیثیں سب صحاح ستّہ بلکہ اکثر صحیحیں کی لکھی گئیں (۲) سند اور راوی کو بالکل ذکر نہیں کیا۔ البتہ جس کتاب سے وہ حدیث لکھی ہے اس کا نام حدیث کے برابر لکھ دیا ہے (۳) حدیث وہ لی گئی ہے جو مختصر ہو۔ تاکہ طالبانِ ثواب کے لئے حفظ یاد کرنا بھی مشکل نہ ہو۔ صرف ابتدا کی دو چار حدیثوں میں ذرا زیادہ الفاظ ہیں۔ ان حدیثوں کو ان کی برکت اور عظمت شان کی وجہ سے لکھا گیا ہے (۴) حدیث کا ایک جملہ یا ٹکڑا نہیں لکھا بلکہ پوری روایت لکھی گئی ہے (۵) اکثر حدیثیں اس قسم کی لی ہیں جن سے مسائل شرعیہ فقہیہ کو بھی تعلق ہو (۶) وہ حدیث لکھی ہے جس میں کسی زیادہ تاویل و تطبیق کی ضرورت نہ ہو۔ اور عام مسلمان محض ترجمہ سے بھی اس کا کافی مطلب سمجھ سکیں (۷) حدیث کا بامحاورہ ترجمہ۔ مطلب اور شراح حدیث کے اقوال کے موافق لکھا گیا ہے (۸) ہر ایک حدیث کے متعلق مختصر طور پر اس کا مطلب لکھنے کے بعد اس کے متعلق بعض مسائل بھی لکھ دیئے ہیں (۹) جو مسائل مشہور ہیں اور اکثر مسلمانوں کو معلوم ہیں وہ نہیں لکھے۔ اپنے خیال کے موافق زیادہ وُہی مسائل لکھے ہیں جن کی مسلمانوں کو زیادہ ضرورت ہے اور اُن کو معلوم نہیں یا غافل ہیں (۱۰) مسائل سب فقہ اور حدیث کی کتب معتبرہ سے لکھے گئے ہیں جن میں ہرگز کسی سُنّی حنفی کو خلاف نہ ہوگا۔ بہت سے ظاہر بین لوگ کہیں گے کہ اس رسالہ میں علم کی کونسی بات ہے۔ لیکن احقر کو نہ دعوےٰ ہے اور نہ اظہارِ علمیت منظور بلکہ صرف ناواقف مسلمانوں کی خیر خواہی مدّنظر ہے۔ اور اگر سچ پوچھئے تو اقوالِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم کی اور کیا بات ہوگی۔ اس رسالہ میں اقوال محدثین و فقہاء کے سوا کسی اپنی رائے اور قیاس کو دخل نہیں دیا گیا۔

---

۵۱ عن علی و عبداللہ بن مسعود و معاذ بن جبل عمرو بن ابن عباس و انس بن مالک و ابی ہریرۃ و ابی سعید رضوان اللہ علیہم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ علیٰ امتی اربعین حدیثا من امر دینھا بعثہ اللہ تعالےٰ یوم القیامۃ فی زمرۃ الفقہاء والعلماء و فی روایۃ فی زمرۃ الشہداء و فی روایۃ قیل لہ ادخل من ای ابواب الجنۃ۔ اس حدیث کے ضعف پر اگرچہ علماء حدیث متفق ہیں۔ لیکن ضعف اس کا شدید نہیں اور روایت ضعیف پر عمل کرنے کی سب شروط اس میں موجود ہیں اور اس قدر علماء امّت نے اس پر عمل کیا ہے کہ صرف ان کی پیروی بھی باعثِ نجات ہے۔ علاوہ اس کے بلغوا عنی ولو آیۃ اور حدیث نضر اللہ امرا کافی ہے ۱۲

۵۲ اگر شبہ ہو تو شروح میں دیکھو ۱۲

۵۳ ان میں سے بعض حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ عبداللہ بن المبارک امام حدیث متوفی ۱۸۱ھ محمد بن اسلم الطوسی وفات ۲۸۲ھ حسن بن صفوان النسوی ۳۰۳ھ ابوبکر الآجری ۳۶۰ھ ہجری ابو الحسن علی بن عمر الدارقطنی ۳۸۵ھ ہجری ابوبکر محمد بن ابراہیم الاصفہانی ۴۶۶ھ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی ۴۸۵ھ ہجری محی الدین النوادی شارح مسلم ۶۷۰ھ ہجری مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۱۷۲ھ۔

عام ہدایت

اگرچہ اس زمانہ میں دین کی بات کہنا اپنا مغز خالی کرنا ہے اور چالیس حدیثوں کو حفظ کرنے کی اُمید کرنا فضول ہے۔ لیکن ہر جگہ کوئی نہ کوئی نیک خیال مسلمان بھی ہوتا ہے۔ پس جن حضرات کو آخرت کا کچھ خیال ہو ان کو لازم ہے کہ یہ چالیس حدیثیں یاد کرلیں۔ اور ان کا مطلب اور ان کے متعلق مسائل کو پختہ طور سے دل میں خیال کرلیں۔ اور حسب موقعہ کتاب دیکھ کر یا اپنی یاد سے ناخواندہ اور عام مسلمانوں اور اپنے گھر والوں کو سُنا دیا کریں حدیث کے الفاظ چونکہ عربی ہیں اگر اُن کے یاد کرنے میں دقت ہو تو صرف ترجمہ اور مطلب اوّل سے آخر تک رفتہ رفتہ ایسی طرح دل میں یاد کرلیں کہ موقعہ اور وقت پر مسئلہ یاد رہے۔ اور دوسرے مسلمانوں کو بھی زبانی یا کتاب دیکھ کر کبھی کبھی سُنا دیا کریں۔ اس ترکیب سے انشاء اللہ تعالےٰ دین کے عالموں اور شہیدوں کے ساتھ حشر ہوکر ان کی نجات ہو جائے گی۔ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مخبر صادق سرورِ عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ اس کے پڑھنے اور دیکھنے والے کمترین مؤلف اور اس کے بزرگوں کے لئے خاتمہ بخیر اور مغفرت کی دُعا فرمادیں۔

(رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(۱) کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ فِیْہِ بِحَمْدِ اللّٰہِ فَہُوَ اَقْطَعُ (ابن ماجہ و ابن داؤد) (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو امر قابل اہتمام خدا کے ذکر کے ساتھ شروع نہ کیا جائے، وہ بے برکت ہوتا ہے۔ مسلمان کو چاہیئے کہ تمام کاموں کو خدا کے نام کے ساتھ شروع کرے۔ کھانا پینا لکھنا سوار ہونا وغیرہ جس قدر کام ہوں بسم اللہ کہکر شروع کرے۔ اگر کوئی قابلِ اہتمام کام اور بڑا کام بدوں خدا کے نام کے شروع کر دیا جائے اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔ البتہ چھوٹے چھوٹے کام اگر بدوں بسم اللہ کے بھی شروع کر لئے جائیں تو مضائقہ نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اُن کو بھی خدا کے نام سے شروع کرکے خدا کے نام کی برکت اور ثواب حاصل کرے۔

(مسئلہ) اگر کسی کام کے شروع میں بسم اللہ یاد نہ رہے تو درمیان میں جس وقت یاد آوے پڑھ لے۔ وضو میں بسم اللہ فرض نہیں لیکن اعلےٰ درجہ کی سُنّت ہے ضرور پڑھنا چاہیئے۔

(۲) انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او امراءۃ یتزوجہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ (بخاری مسلم) (ترجمہ) عمل کا اعتبار نیت پر ہے۔ ہر شخص کے لئے وہی بات حاصل ہوتی ہے۔ جس کی وہ نیت کرتا ہے۔ جو شخص اللہ اور رسول کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے ہجرت کرے گا اس کی ہجرت خدا اور رسول کے لئے ہوگی۔ اور جو شخص دُنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے ہجرت کرے گا اس کی ہجرت اسی لئے سمجھی جائے گی۔ ہجرت کہتے ہیں کفرستان کو چھوڑ کر دارالاسلام (اسلامی سلطنت) میں جانے کو۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمام کاموں میں نیت کا اعتبار ہے۔ اگر نیت اچھی ہوگی تو ثواب ملے گا ورنہ نہیں۔ یہاں تک کہ ہجرت جو بہت ہی اعلےٰ اور عمدہ عمل ہے اس میں اگر نیت بخیر ہوگی اور محض اللہ کی رضامندی کے واسطے ہجرت کرے گا تو مقبول ہوگی اور یہاں تک ثواب ملے گا کہ ہجرت سے پہلے تمام گناہ معاف ہو جائینگے اور اگر دُنیا کی طمع یا عورت کی محبت کے لئے وطن چھوڑ کر ہجرت کرتا ہے تو ثواب کچھ نہ ہوگا۔ یہی حال ہے دوسرے اعمال کا مثلاً ایک شخص خدا تعالےٰ کی رضامندی کے لئے مسجد بنواتا ہے یا کوئی شخص نکاح اور شادی کی سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر ولیمہ (شادی کا کھانا) کا کھانا کھلاتا ہے تو ان کو بے انتہا ثواب خدا تعالےٰ عطا فرمائے گا اور اگر شہرت اور ناموری کے لئے کرتے ہیں تو ثواب نہ ہوگا۔ بلکہ اُلٹا گناہ سر پر رہے گا۔

(مسئلہ) وضو میں نیّت مسنون ہے۔ روزہ میں نیّت فرض ہے۔

(۳) من کذب علیّ متعمداً فلیتبوّاء مقعدہ من النّار (بخاری ومسلم) ترجمہ۔ جو شخص میری طرف جھوٹ باتیں کہے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھے۔ یہ ایک ایسی صحیح اور پختہ معتبر حدیث ہے جس کو حدیث کے عالموں نے متواتر کہا ہے۔ اور باسٹھ صحابی اس کو بیان کرنے والے ہیں۔ جن میں عشرہ مبشرہ بھی داخل ہیں۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھوٹ باتیں بناکر بیان کرے وہ سمجھ لے کہ دوزخ میں جائے گا۔ اس لئے کہ جب جھوٹ ہی گناہ کبیرہ ہے تو خدا اور رسول کی طرف سے جھوٹ کہنا تو بہت ہی سخت درجہ کا گناہ ہوگا۔ اس زمانہ میں بھی بعض واعظ لوگ اس مرض میں مُبتلا ہیں۔ ایسی بے سند اور غیر معتبر روایات بیان کرتے ہیں۔ جن کا کچھ پتہ ہی نہیں۔ اگرچہ واعظین کے لئے بہت کچھ وسعت ہے۔ اور ترغیب اور ترہیب کے موقعہ اور فضائل اعمال کے لئے ضعیف حدیث بھی کافی ہے۔ لیکن جن احادیث کا موضوع اور بے بنیاد ہونا ان کو خود معلوم ہے خدا سے ڈرکر انہیں تو چھوڑ دیں محدثین نے صاف لکھدیا ہے کہ جس روایت کے موضوع ہونے کا گمان غالب ہو اس کو نقل کرنا جائز نہیں۔

(۴) من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردٌّ (بخاری مسلم) ترجمہ۔ جس نے دین میں اپنی طرف سے ایسی بات نکالی جو دین میں نہیں ہے پس اس کی بات مردود ہے۔ شریعت اسلامی میں جو شخص بلا سند کوئی ایسی عبادت یا رسم نکالے جس کی قرآن وحدیث میں کچھ سند نہیں اس کی بات ہرگز مقبول نہ ہوگی۔ ایسا شخص گویا شریعت کو اپنے قصور فہم سے ناقص جانتا ہے۔ اور اپنی طرف سے بدعت کی باتیں نکال نکال کر دین کو کامل بنانا چاہتا ہے۔ حالانکہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے۔ اب کسی کا کوئی ایجاد کام شریعت میں مقبول نہ ہوگا۔ بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق اس کے مُنہ پر مارنے کے قابل ہوگا۔

(۵) لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احبّ الیہ من والدہ وولدہ والنّاس اجمعین۔ (بخاری مسلم) ترجمہ کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ مجھ کو اپنے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ سمجھے۔ کمال ایمانی ہرگز نصیب نہیں ہوسکتا۔ جب تک آدمی خدا اور رسول کی محبت کو سب چیزوں پر مقدم نہ کردے۔ اور خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے اپنی خواہش اور آرزو کو نہ چھوڑ دے اور پورا ایمان نہیں ہوسکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت نہ ہو جائے۔ کہ سب عزیزوں کی محبت اس کے آگے ہیچ نظر آنے لگے۔ کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ذات مقدس ہیں جن کے ذریعہ سے خدا تعالٰے نے ہدایت فرمائی اور آپ نے بھی اپنی اُمّت کی خیر خواہی میں کسی طرح کمی نہیں چھوڑی۔ محبت کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی زبان سے محبت محبت کہا کرے اور دو چار غزلیں یاد کر لے۔ بلکہ مدعا یہ ہے کہ آپ سے اس درجہ تعلق اور انس اور جوڑ ہو جائے کہ آپکے حکم کے مقابلہ میں کسی کا حکم نہ مانے مثلاً ایک شخص کے تمام رشتہ دار اور عزیز کہتے ہیں کہ لڑکے کی شادی میں ناچ رنگ ضرور ہو اور خود اس کا بھی دل چاہتا ہے کہ خوب دل کا ارمان نکالوں۔ مگر خدا اور رسول کی مرضی کے خلاف سمجھ کر ڈر جاتا ہے اور شریعت میں ناجائز سمجھ کر اس اراد سے باز آتا ہے اسی پر دوسری باتوں کو خیال کر لینا چاہئیے۔ جب دس بیس دفعہ اسی طرح خدا اور رسول کے حکم کے مقابلہ میں نفس کی خواہش اور رشتہ داروں کی محبت کو چھوڑ دیگا رفتہ رفتہ اندرونی علاقہ اور جوڑ خدا اور رسول کی محبت کا بڑھتا جائیگا اور یہ محبت سب کی محبت پر غالب آجائیگی۔ اگرچہ ایمان کامل واقع میں صحابہ ہی کا حصّہ تھا۔ لیکن ہم لوگوں کو بھی کوشش کرنی چاہئیے۔ شاید خدا کی اعانت سے تھوڑا بہت کمال حاصل ہو جائے۔

(۶) افضل الاعمال الحب فی اللّٰہ والبغض فی اللّٰہ (ابو داؤد) ترجمہ۔ سب سے اچھا عمل یہ ہے کہ دوستی بھی خدا کے لئے کرے۔ اور دشمنی بھی خدا واسطے۔ یعنی اگر کسی سے محبت والفت ہو تو وہ خدا ہی کے لئے ہو۔ اور اگر عداوت کی نوبت آوے تو بھی دُنیا کی وجہ سے نہ ہو۔ بلکہ خدا کے لئے ہو۔ مثلاً ایسے لوگوں سے دشمنی رکھے جو خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتے حرام مال کھاتے ہوں۔ نماز روزہ کے پابند نہ ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اور جو لوگ خدا کے فرمانبردار بندے ہوں ان سے دوستی رکھے۔ غرض خدا کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی رکھے یہ سب اعمال سے افضل اس لئے ہے کہ جب یہ مرتبہ حاصل ہو گا تو خود بھی تمام بُرے کاموں سے بچے گا اور اچھے کام اختیار کرے گا۔ واللّٰہ سبحانہ اعلم۔

(۷) احب الاعمال الی اللّٰہ ادومہا وان قلّ (بخاری مسلم) ترجمہ۔ خدا تعالٰے کو زیادہ محبوب وہ عمل ہے جو دوامی ہو۔ اگرچہ تھوڑا ہو۔ جو عبادت (نفل) کم ہو مگر ہمیشہ کرتا رہے۔ وہ اس عمل اور عبادت (نفل) سے بہتر ہے جو بہت ہو مگر چند روز کرکے چھوڑ دیجائے۔ مثلاً دو چار دن دس دس پارے قرآن پڑھا اور پھر بالکل چھوڑ دیا اس سے بہتر یہ ہے کہ ایک دو پارہ یا کم جتنا ہو سکے ہر روز حسب طاقت پڑھے۔ اور مداومت کرے۔ یا دو چار راتیں بالکل عبادت میں گزاریں اور پھر چھوڑ دیا۔ اس سے یہ اچھا ہے کہ ہمیشہ دو چار نفل رات کو پڑھے مگر ہمیشہ پڑھے کیونکہ اگر ہمیشہ عمل کرے گا تو نفس کو عادت پڑ جائے گی۔ اور چسکا لگ جائیگا۔ اور ذکر خداوندی اور نیت بخیر ہمیشہ رہنے سے اُس کا اثر دل پر پہنچے گا۔ اور جو چند روزہ عمل ہو گا اس کا ثواب بلاشبہ حاصل ہو گا۔ لیکن قلب تک جو اثر پہنچتا تھا وہ ضائع ہو جائے گا۔ اور عبادت کو بلا ضرورت چھوڑ دینے میں ایک گستاخی بھی ہے۔ گویا خدا کی عبادت سے گھبرا گیا۔

(۸) لَا یُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُهُوْرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ (مسلم) ترجمہ۔ کوئی نماز بدوں پاکی کے مقبول نہیں ہوتی۔ اور مالِ حرام میں سے صدقہ مقبول نہیں ہوتا۔ جب تک غسل کی ضرورت میں غسل اور وضو کی ضرورت میں وضو نہ کرے۔ تو نماز بالکل قبول نہیں ہوتی۔ اگر بدوں وضو کے نماز پڑھے گا۔ تو بہت سخت گناہ ہو گا۔ بلکہ بعض عالموں کے نزدیک تو کافر ہو جائے گا۔ البتہ اگر غسل یا وضو کے لئے پانی نہیں ملتا یا بیماری کی وجہ سے وضو اور غسل کرنے سے معذوری ہے تو بجائے وضو اور غسل کے تیمّم کافی ہے۔ مال حرام میں سے جو صدقہ دیا جائے وہ ہرگز مقبول نہیں ہوتا۔ بلکہ اندیشہ کفر کا ہے۔ آج کل جو لوگ رشوت اور سود کے مال سے کچھ صدقہ خیرات کرکے خوش ہوتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئیے اور حلال میں سے خدا کی راہ میں صرف کرنا چاہئیے۔ جو مال خالص رشوت یا سود کا ہو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں بلکہ جن لوگوں سے لیا تھا۔ ان کو واپس کر دینا واجب ہے۔ اور اگر وہ اور اُن کے وارث بھی نہ ملیں تو اس مال کو مالک کی طرف سے صدقہ کر دینا چاہئیے۔

(۹) من توضأ فلیستنثر ومن استجمر فلیوتر۔ (بخاری مسلم) ترجمہ۔ جو کوئی وضو کرے۔ اسے ناک صاف کرنا چاہئیے اور جو کلوخ لے اسے طاق عدد لینا چاہئیے۔ وضو کرتے ہوئے ناک میں پانی دے کر ناک کو جھاڑ دینا چاہئیے۔ خاص کر صبح کی وضو میں بہت مبالغہ اور تاکید سے ناک صاف کرنا چاہئیے جب کلوخ سے استنجا کرے تو طاق عدد استعمال کرے۔ یعنی تین یا پانچ ڈھیلے یا پتھر سے صفائی کرے۔ اگر دو چار کلوخ سے صفائی ہو جائے تو ایک اور لے لے۔ تاکہ طاق عدد پورا ہو جائے۔ یہ باتیں اگرچہ بظاہر چھوٹی چھوٹی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ادائے سُنّت کے خیال سے ان کی پابندی کرے گا تو بڑے بڑے صدقات سے زیادہ ثواب اور فائدہ اس میں ملے گا۔ آج کل چونکہ اکثر لوگ ضعیف ہیں۔ اس وجہ سے پیشاب سے فراغت کے بعد کلوخ لے کر دس بیس قدم چلنا چاہئیے۔ تاکہ قطرہ نکل جائے۔ اور اگر فوراً ہی پانی سے پاک کر لیا جائیگا تو قطرہ نکل کر کپڑے ناپاک ہو جائیں گے۔ اور نماز باطل ہو گی۔ البتہ جن لوگوں کو قطرہ بالکل نہ آتا ہو ان کو کلوخ کی ضرورت نہیں۔

(۱۰) السّواک مطہرۃ للفم مرضاۃ للرّب (نسائی) ترجمہ۔ مسواک سے منہ پاک اور خدا تعالٰے راضی ہوتا ہے۔ مسواک ایسی بڑی سُنّت ہے کہ رسولِ مقبول صلّی اللّٰہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر اپنی اُمّت کی دقّت اور تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو مسواک کو فرض کر دیتا۔ چالیس حدیثوں میں اس کی تاکید وارد ہے۔ مسواک کے صدہا۔۔۔ فائدے ہیں۔ ادنےٰ فائدہ یہ ہے کہ مُنہ صاف رہتا ہے۔ اور بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالٰے راضی ہوتا ہے۔ اور موت کے وقت کلمہ یاد آتا ہے۔ وضو میں مسواک ضروری سُنّت ہے۔ کلی کرتے وقت مسواک کرنا چاہئیے۔ روزہ میں مسواک جائز ہے۔ اور تلاوتِ قرآن کے لئے مسواک مستحب ہے۔ عورتوں کے لئے کسی قسم کا منجن یا گوند جس سے دانت صاف ہو جائیں۔ مسواک کی جگہ کافی ہے۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترمذی) ترجمہ دُعا عبادت کا خلاصہ ہے۔ کیونکہ۔۔۔۔ عبادت سے عاجزی مقصود ہے اور دعا میں عاجزی موجود ہے۔ واللّٰہ سبحانہ اعلم۔ (باقی آئندہ)

اُولی الامر

فیروز سنز ٹرسٹ لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلَی الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ○

ترجمہ - اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں جو اولوالامر ہیں ان کی اطاعت کرو - پھر اگر تم جھگڑ بیٹھو کسی بات میں تو اس بات کو لوٹا دو اللہ اور رسول کی طرف اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو — یہ بات اچھی ہے اور انجام کے لحاظ سے عمدہ — (سورہ نساء آیت ۵۹)

حضرات!

یہ وُہ قرآنی آیت ہے جس میں اُولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے - اللہ کی اطاعت ایک ایسی ہستی کی اطاعت ہے جس کو نہ تو آنکھیں دیکھ سکتی ہیں (لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ) اور نہ اس کی ذات و صفات کی کوئی مثال مل سکتی ہے (لَا تَضْرِبُوْا لِلّٰہِ الْاَمْثَالَ)۔ رسول کی اطاعت سرورِ کونین کے خاتم النّبیّین ہونے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد ایک ایسی اطاعت ہے۔ جس کا تعیّن بہرحال رسول کے نائب کر سکتے ہیں کہ انہوں نے حالات اور ضروریات کے مطابق انسانوں کی کیسے رہنمائی فرمائی - اُولی الامر کی وضاحت میں پچھلی کئی صدیوں میں اتنا کچھ لکھا گیا اور کہا گیا کہ اگر خُدا کی توفیق شاملِ حال نہ ہو، دل کی پاکیزگی راہ نما نہ ہو اور عمل کی درستی نتائج کا فیصلہ کرنے والی نہ ہو تو کہا جا سکتا ہے ؏

شُد پریشاں خوابِ من از کثرتِ تعبیرہا

حاکم و محکوم اور اطاعت کرنے والے اور جن کی اطاعت کی جائے سب کے لئے اسلام نے کچھ شرائط مقرر کر رکھی ہیں۔ ان حدود کے پہچاننے کے لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ کو قرآن و سُنّت کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ کے مطابق سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

اُوپر کی آیت کو سامنے رکھیں تو یہ باتیں واضح ہو جاتی ہیں :-

• - اسلام میں جس طرح اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت لازم ہے اسی طرح رسول کے نائبین یا خُلفاء جو اُمّتِ مسلمہ میں سے ہوں۔ ان کی اطاعت بھی لازم ہے۔

•• - احکامِ خُداوندی کو جاری کرنا اور نافذ کرنا جس طرح رسولِ پاک کی زندگی میں خود سرورِ کونینؐ کا حق اور ذمہ تھا اسی طرح ان کے بعد یہ ذمہ داری ان کے نائبین اور اسلامی حکومت کے سربراہوں کی ذمہ داری اور حق ہے۔

••• - اللہ اور رسول اور اولوالامر کے درمیان یہ تعلق ایسا ہے کہ اس کو کسی حالت میں توڑا نہیں جا سکتا۔ اسلامی نظامِ حکومت کی زنجیر کی یہ تینوں کڑیاں بالکل متصل اور یکے بعد دیگرے واقع ہوتی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی اگر آپ توڑ کر علیحدہ کرنا چاہیں تو بیک وقت تینوں ہی ٹوٹ جائیں گی۔ بلکہ اسلامی نظام کی پوری زنجیر ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ جائے گی۔

اُولی الامر کے لئے لفظ امام بھی استعمال ہوتا ہے اور اسی لفظ نے مذہبی اصطلاح میں کئی ایسی صورتیں ماضی میں پیدا کر دیں۔ جو اُمّت کی اجتماعی حاکمانہ صورت کے لئے نقصان دہ بھی ثابت ہوئیں حالانکہ اس سے مراد قوّتِ حاکمہ ہے نہ کہ صرف شخصیت یا ذات۔ شخصیت بدل سکتی ہے۔ وقت کے ساتھ اس کے اختیارات بدل سکتے ہیں۔ مگر اُولی الامر ایک ہمیشہ کی ضرورت ہے۔ جو قیامِ سلطنت اور نظامِ حکومت کے لئے لازمی ہے۔ اس لئے امام کا لفظ صحیح معنوں میں سمجھنا ضروری ہے۔ سرورِ کونینؐ کا ارشاد ہے :-

• - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ طَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ اَطَاعَ الْاِمَامَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ عَصَی الْاِمَامَ فَقَدْ عَصَانِیْ - (بخاری - کتاب الاحکام)

ترجمہ - ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے امام کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امام کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

یہاں امام کا لفظ نائبِ رسول یا اُن اُمراء و عمال کے لئے آیا ہے جو اسلامی حکومت کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

ان معنوں میں اسلامی تاریخ میں نمونہ کا دَور، خلافتِ راشدہ کا زمانہ ہے اور عہدِ صدیقی، عہد فاروقی اور اس کے بعد بھی اس وقت تک جب کہ ابتلاء کا زمانہ آیا صحابہ کرامؓ کی وجہ سے باوجود شخصی اور مُلکی اُلجھنوں کے یہ رُوح نکھر کر سامنے آ جاتی ہے اور اُمّتِ مسلمہ کی وفاداری کے ہم اُولی الامر کے معاملہ میں خود اسلام کی وفاداری کے ہم معنی رہی ہے۔ اور کسی شخص کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اس جماعت حاکمہ سے الگ ہو کر اپنی وابستگی اسلام سے قائم رکھ سکے۔ یہ اطاعت آج کی مادی حکومتوں کی
صرف شہری اور انتظامی حقوق حاصل کرنے کی اطاعت ہرگز نہ تھی۔ بلکہ اس اطاعت کو اسلام کا جزو سمجھا جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں بے شمار احادیث موجود ہیں — چند ایک یہ ہیں :-

• — عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ۔

ترجمہ :- ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نظام جماعت سے بالشت بھر بھی ہٹا۔ اس نے درحقیقت اپنی گردن سے اسلام کا حلقہ اطاعت نکال پھینکا۔

•• — عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِیْتَۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ

(بخاری - کتاب)

ترجمہ :- ابنِ عباسؓ سے روایت ہے - کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ جس شخص کو اپنے امیر (اولوالامر) کی کوئی بات ناگوار گزرے تو اس کو چاہیئے کہ صبر کرے - کیونکہ جو شخص سلطان[1] کی اطاعت سے بالشت بھر بھی باہر ہُوا وہ جاہلیت کی موت مرا -

---

[1] سلطان سے مراد اولی الامر یعنی قوتِ حاکمہ اسلامیہ ہے۔

. . . ـــــ صَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَھْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکوٰۃَ اَمْوَالِکُمْ وَاَطِیْعُوْا اِذَا اَمَرَکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ۔

ترجمہ:- پنجوقتہ نماز ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو۔ اور اپنے صاحبِ امر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنّت میں داخل ہوگے۔

اُولی الامر کی اطاعت کی شرائط

اسلامی حکومت کو اطاعت و وفاداری کے لحاظ سے جو مرتبہ حاصل ہُوا ہے۔ وُہ غیر مشروط نہیں۔ اس کے ساتھ کچھ شرطیں لگا دی گئی ہیں ـــــ اگر کوئی حکومت یعنی اُولی الامر ان شرائط کو پوری نہ کریں۔ تو اطاعت و وفاداری کا دینی اور اصلاحی فرض بھی حکومت کی نوعیت اور حالت کے لحاظ سے بدل جاتا ہے۔

اطاعت کی چند ضروری شرائط یہ ہیں:-

• ـــــ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍؓ اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ کَاَنَّ رَأْسَہٗ زَبِیْبَۃٌ مَا اَقَامَ فِیْکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ تَعَالیٰ۔

ترجمہ۔ بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ سُنو اور اطاعت کرو۔ اگرچہ تمہارے اُوپر ایک چھوٹے سر والے حبشی غلام کو امیر مقرر کر دیا جائے۔ جب تک کہ وُہ تمہارے اندر اللہ کی کتاب قائم کرے۔

• • ـــــ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَیَکُوْنُ اُمَرَآءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْکِرُوْنَ فَمَنْ کَرِہَ بَرِیَٔ وَّمَنْ اَنْکَرَ سَلِمَ وَلٰکِنْ مَّنْ رَضِیَ وَتَابَعَ۔ قَالُوْا اَفَلَا نُقَاتِلُھُمْ؟ قَالَ لَا مَا صَلَّوْا

(صحیح مسلم)

ترجمہ:- اُمِّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے اندر ایسے امراء ظاہر ہونگے جن کی طرف تم معروف منکر دونوں طرح کی باتیں دیکھوگے۔ سو جس نے منکر کو منکر سمجھا وہ تو بری ہُوا اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ سلامت رہا۔ لیکن جو اس پہ راضی رہا اور جس نے پیروی کی (اس کی بدبختی ہے)

لوگوں نے پوچھا۔ کیا ایسے امراء سے ہم جنگ نہ کریں؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں۔ اس وقت تک جنگ نہ کرو)

• • • ـــــ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکِ الْاَشْجَعِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خِیَارُ اَئِمَّتِکُمُ الَّذِیْنَ تُحِبُّوْنَھُمْ وَیُحِبُّوْنَکُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَیْھِمْ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْکُمْ وَشِرَارُ اَئِمَّتِکُمُ الَّذِیْنَ تُبْغِضُوْنَھُمْ وَیُبْغِضُوْنَکُمْ وَتَلْعَنُوْنَھُمْ وَیَلْعَنُوْنَکُمْ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَفَلَا نُنَابِذُھُمْ عِنْدَ ذٰلِکَ؟ قَالَ لَا! مَا اَقَامُوْا فِیْکُمُ الصَّلٰوۃَ۔ اَلَا مَنْ وَّلِیَ عَلَیْہِ وَالٍ فَرَاٰہُ یَاْتِیْ شَیْئًا مِّنْ مَّعْصِیَۃِ اللّٰہِ فَلْیَکْرَہْ مَا یَاْتِیْ مِنْ مَّعْصِیَۃِ اللّٰہِ وَلَا یَنْزِعَنَّ یَدًا مِّنْ طَاعَتِہٖ۔

ترجمہ۔ عوف بنؓ مالک اشجعی سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ تمہارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرو۔ اور جو تم سے محبّت کریں وہ تمہارے لئے دُعا کریں اور تم ان کے لئے دُعا کرو۔ اور تمہارے بدترین امام وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور جو تم سے بغض رکھیں۔ جن پر تم لعنت بھیجو اور جو تم پر لعنت بھیجیں۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! جب ایسی صورت پیدا ہو جائے تو کیا اس وقت ہم ان کے خلاف کھلم کھلا جنگ کا اعلان نہ کر دیں؟

آپ نے فرمایا نہیں! جب تک وہ تمہارے اندر نماز قائم کریں ـــــ اگر کوئی شخص ایسے حکمران کی ماتحتی میں آجائے جو اللہ کی نافرمانی کا مرتکب ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کی بُرائیوں سے نفرت کرے۔ لیکن اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے۔

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ اسلامی نظام میں اُولی الامر (صاحب اختیار قوّتِ حاکمہ) کی اطاعت کو جتنی اہمیّت دی گئی ہے۔ اتنی ہی کڑی شرائط بھی لگا دی ہیں اگر اُولی الامر یہ شرائط پوری کرے تو اس کو پُورا حق ہے کہ اطاعت کا مطالبہ کرے۔ لیکن اگر وہ ان شرائط پر پُورا نہ اُترے تو اُمّت کو سرورِ کونین اور خلافتِ راشدہ کے معیار سیادت کو سامنے رکھ کر قومی نظام کو قائم رکھتے ہوئے کوئی دُوسرا راستہ تلاش کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

اُولی الامر کے مقام کی وضاحت

سرورِ کونینؐ۔ صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ نے جس طرح فرمائی ہے وہ ہمارے لئے نمونۂ عمل ہے۔ ہم ان ہدایات سے بہت کچھ روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلّم نے جب عمرو بن حزم کو یمن کا گورنر مقرر کیا تو ان کو جو ہدایت نامہ بھیجا، اس کے ضروری حصّے یہ ہیں:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہدایت نامہ ہے:-

اے ایمان والو! اللہ سے جو عہد تم نے باندھ رکھے ہیں ان کو پُورا کرو ـــــ یہ وہ ہدایات ہیں جو اللہ کے نبی اور رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عمرو بن حزم کو اس وقت دیں جب ان کو یمن پر مقرر کیا ان کو ہر معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تاکید کی۔ کیونکہ اللہ اُن ہی لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو اس سے ڈرتے رہتے ہیں جو نکوکار ہیں اور اس کو یہ ہدایت کی کہ حق پر قائم رہے۔ جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے اور لوگوں کو بھلائی کی خوشخبری اور اسی کا حکم سُنائے اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کرے اور لوگوں کو ناپاکی کی حالت میں قرآن کو ہاتھ لگانے سے روکے۔ اور لوگوں کو ان کے حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرے۔ حق کے معاملہ میں لوگوں کے لئے نہایت نرم ہو۔ اور اگر وہ کسی ظلم کا ارتکاب کریں تو ان پر سختی کرے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ظلم کو ناپسند کیا ہے اور اس سے روکا ہے "اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ" (ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور لوگوں کو جنّت اور جنّت میں لے جانے والے اعمال کی بشارت دے اور دوزخ اور دوزخ میں لے جانے والے اعمال سے ڈرائے اور لوگوں کی دلداری کرے۔ یہاں تک کہ لوگ دین کا فہم پیدا کرنے کی طرف مائل ہوں۔ اور لوگوں کو حج کے آداب، اس کے طریقے اور اس فرض کی اہمیّت سے آگاہ کرے۔ حج اکبر تو حج اکبر ہی ہے۔ حج اصغر سے مراد عمرہ ہے اور لوگوں کو صرف ایک چھوٹے کپڑے میں نماز پڑھنے سے روکے۔ کپڑا کم از کم اتنا ہونا چاہیئے کہ اس کے دونوں گوشے موڑ کر وہ اپنے کندھوں پر ڈال سکیں اور لوگوں کو اس بات سے روکے کہ کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نہ بیٹھے کہ اس کی ستر کُھل جائے۔ اور اس بات سے بھی روکے کہ لوگ اپنے بال سر کے پیچھے جُوڑے کی صورت نہ باندھیں۔ اگر لوگوں میں جھگڑا اُٹھ کھڑا ہو تو اس بات کی نگرانی کرے۔ کہ لوگ قومی اور قبائلی عصبیت کے نعرے بلند نہ کرنے پائیں۔ بلکہ ان کی پکار صرف اللّٰہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ کے نام پر ہو۔ اگر کوئی گروہ اللہ کے نعرہ کی بجائے اپنے قومی اور قبائلی عصبیت سے دستبردار ہوکر اللّٰہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ کا نعرہ اختیار کرنے پر مجبور ہوں ـــــ اور لوگوں کو ٹھیک طریقہ سے وضو کرنے کا حکم دے کہ لوگ اپنے مُنہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھوئیں اور اپنے سروں کا مسح کریں جس طرح اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے ـــــ اور نمازوں میں اوقات کی پابندی اور رکوع سجود کے اتمام اور خشوع کا حکم دے۔ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی جائے۔ اور ظہر کی دوپہر میں زوال کے بعد اور عصر کی نماز جب سورج مُنہ موڑ

چکا ہو - اور مغرب رات کے داخل ہوتے ہی اس میں اتنی تاخیر نہ کی جائے - تاکہ تارے نمایاں ہو جائیں - عشاء اوّل شب میں - جمعہ کے لئے یہ حکم دیا جائے کہ جب اس کی اذان ہو تو لوگ مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ آئیں اور گھروں سے نکلنے سے پہلے غسل کریں -"

(ابن ہشام مطبوعہ مصر جلد ۴ صہ ۲۴۱)

خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد بحیثیت اولی الامر جو پہلا خطبہ دیا اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:-

• —— " اے لوگو! میں تمہارا خلیفہ بنا دیا گیا ہوں — خدا کی قسم میں نے اس منصب کی کبھی آرزو نہیں کی - نہ رات میں اور نہ دن میں — اور نہ میں نے اس کے لئے کبھی دعا کی - نہ پوشیدہ، نہ علانیہ مجھ پر ایک بھاری ذمّہ داری ڈال دی گئی ہے - جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے - لیکن اب اس سے مفر بھی نہیں ہے - میری دلی خواہش تھی - کہ کاش میری جگہ اس ذمہ داری کو کوئی ایسا شخص اٹھاتا - جو ہم سب میں سب سے زیادہ مضبوط ہوتا - میں جب تک اللہ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو - جب میں اللہ کی نافرمانی کروں تو تمہارے اوپر میری اطاعت فرض نہیں ہے

اس کے بعد روتے ہوئے فرمایا :-

" اے لوگو! میں اس جگہ اس لئے مقرر نہیں کیا گیا ہوں کہ تم سب سے برتر بن کے رہوں - میری خواہش تو یہ تھی کہ کوئی اور اس جگہ کو سنبھالتا اگر تم مجھے اس وحی کے پیمانہ سے ناپوگے جس سے اللہ اپنے رسولؐ کو سیدھا رکھتا تھا تو تم مجھے اس کا سزاوار نہ پاؤگے - میں تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہوں - جب تم دیکھو کہ میں سیدھے راستہ پر چل رہا ہوں تو میری پیروی کرو - اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہوگیا ہوں، تو مجھے سیدھا کر دو -

(الامامۃ والسیاستہ لابن قتیبہ جزو اوّل صہ ۱۰)

حضرت صدیق اکبر رضؓ نے اپنی حکومت کا بنیادی مقصد یہ فرمایا تھا :-

" اور تم میں جو بے اثر ہیں — میرے نزدیک با اثر ہیں - یہاں تک کہ میں ان کا حق واپس دلا دوں (انشاء اللہ العزیز) اور تم میں جو با اثر ہیں وہ میرے نزدیک بے اثر ہیں - یہاں تک کہ میں ان سے دوسروں کا حق وصول کر لوں -

(سیرت الصدیق از محمد حسین ہیکل صہ ۶۰)

ظلم کے برُے انجام سے بچو

(از جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب سجاول)

حدیث - اَلظُّلْمُ ظُلُمٰتٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ
(عَنْ ابن عمر رضؓ - مشارق الانوار بحوالہ بخاری و مسلم ۱۳۱۵)

ترجمہ - ظلم و ستم قیامت کے دن سیاہیاں ہوں گی -

حدیث - اِیَّاکُمْ وَ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ وَ اِنْ کَانَ کَافِرًا - (عَنْ اَنَسٍ رضؓ)
(مشارق الانوار بحوالہ بخاری و مسلم ۱۴۵۵)

ترجمہ - مظلوم کی بد دعا سے بچو گرچہ وہ کافر ہی ہو -

الحاصل

ظلم و ستم کسی پر ہرگز نہ کرنا چاہیئے - مظلوم کی آہ اور بد دعا ظالم کی بربادی کے لئے کافی ہوتی ہے - کسی عقلمند نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

ترجمہ

مظلوموں کی آہ سے ڈرو - جب وہ دعا کرتے ہیں - تو اللہ تعالیٰ اسے فوراً قبول فرماتا ہے -

حقیقت تو یہ ہے کہ جب مظلوم ہر طرف سے مایوس ہو کر اللہ تعالیٰ سے امان کا طلبگار ہوتا ہے تو آسمان والوں میں بھی مظلوم کی داد رسی کے لئے حرکت پیدا ہو جاتی ہے -

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ -

الٰہی میں تیری پناہ پکڑتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے -

---

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۲ سے آگے

رہ کر تربیت پانے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ شیطان ریاء لا رہا ہے - تکمیل ہو جانے کے بعد انسان وہی بن کر شیطان کے وار سے بچ سکتا ہے - آپ جتنا زیادہ اخلاص لائیں گے شیطان اتنے ہی زیادہ حملے کرے گا - چور وہاں چوری کرنے کے لئے آتا ہے جہاں مال ہو - مفلس اور کنگال کے ہاں کون جاتا ہے - شیطان بے ایمان تو عالم - قاری - غازی اور سخی ہونے کے بعد بھی اخلاص نہیں رہنے دیتا - وہ مجھ پر بھی حملے کرتا ہے - درس - مجلس ذکر اور جمعہ کی تقریر میں حملے کرتا ہے - چالیس سال کی تربیت کے بعد بھی شیطان یہ طمع رکھتا ہے کہ شاید میں اس کے پنجہ میں پھنس جاؤں وہ بے ایمان بڑوں بڑوں پہ ہاتھ ڈالتا ہے اخلاص کی ڈھال پر اس کے وار کو روکنا پڑتا ہے - اس کی تدبیر شیخ کامل بتلاتا ہے - کسی زمانہ میں میں اپنے دوستوں پر گتکا سیکھنے کے لئے زور دیا کرتا تھا - ایک گتکا باز پچاس کا مقابلہ کر سکتا ہے - اسی طرح تربیت پانے کے بعد انسان شیطان کے حملوں کا مقابلہ کر سکتا ہے - جتنے آپ بیٹھے ہیں اتنے ہی شیطان میرے مقابلہ میں ہیں - وہ چڑ رہے ہیں اور چیں بجبیں ہو رہے ہیں - ایک بزرگ نے اپنا واقعہ مجھے سنایا کہ میں ایک مرتبہ ایک ایسی جگہ گیا جہاں مسلمان بڑی بڑی مونچھیں رکھتے تھے - اور کانوں میں بالیاں پہنتے تھے - میں دوپہر تک ان کی مونچھیں کترتا رہا اور ان کی بالیاں اتارتا رہا - دوپہر کے وقت شیطان میرے پاس آکر کہنے لگا کہ یہ لوگ اب تک میرے پنجہ میں تھے - آج آپ نے ان کو میرے پنجہ سے نکال لیا - یہ بزرگ اولیائے کرام میں سے تھے - اور کبھی کبھی مجھے زیارت کرانے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے -

نیکی میں اخلاص ہو تو مقبول ہوتی ہے ورنہ مردود ہے خواہ آپ آسمان تک نیکی کے ڈھیر لگا دیں - ریاء شرک ہے - زنا - شراب پینا - جھوٹ بولنا - سب گناہ کبیرہ ہیں - لیکن ان میں سے کوئی شرک نہیں - ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والے ان کی سزا بھگت کر دوزخ سے نکل آئینگے - اور جنّت میں جا داخل ہونگے - ریاء کار سدا دوزخ میں رہے گا - اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اخلاص کی نعمت عطا فرمائے - اور ریا سے بچائے - آمین یا الٰہ العالمین -

بچوں کا صفحہ

سلطان عادل

(از جناب قاضی عبد الحفیظ صاحب مبارک پوری)

عزیز بچو! آج میں آپ کو ایک عادل بادشاہ کا واقعہ سُناتا ہوں۔ تاکہ آپ اسے پڑھ کر منصف مزاج اور انصاف پسند بن جائیں۔ اور ہر معاملہ کا فیصلہ انصاف کی روشنی میں کر سکیں۔ لیجئے اب کہانی گوش دل سے سُنئے:۔ سلطان احمد شاہ ایک نہایت عادل اور رحیم بادشاہ تھا۔ اس کی نیکیوں سے تاریخی صفحات بھرے پڑے ہیں۔ وُہ لہو و لعب سے متنفّر تھے۔ کھیل تماشے، راگ اور ناچ سے بیحد نفرت کرتے تھے۔ جب جشن سالگرہ کا موقع آیا تو وزراء و امراء نے بادشاہ کے حضور میں اس جشن کو منانے کے لئے اجازت طلب کرنے کی درخواست کی۔ گو بادشاہ کو اس قسم کی تقریبوں سے فطرتاً نفرت تھی۔ لیکن بادشاہ نے اپنے وزراء و اُمراء کی مخلصانہ استدعا کو مدّنظر رکھتے ہُوئے اجازت دے دی۔ سلطنت میں رسم چراغاں بڑے پیمانے پر کی گئی۔ ہر فرد بشر نے نہایت مسرّت اور خوشی سے حصّہ لیا۔ رعایا اس جشن میں ہشّاش بشّاش تھی۔ سلطان کا داماد جو ایک نہایت وجیہہ اور خوبصورت نوجوان اور نہایت با اخلاق ہونے کے علاوہ خاندان شاہی کا رُکن اعظم بھی تھا۔ اتفاق سے ایک غریب مزدور اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ جب اس کی اطلاع سلطان کو پہنچی تو فرمایا۔ قانونِ شریعت میں امیر و غریب اور شاہ و گدا کا کوئی امتیاز نہیں۔ میرا داماد ہونا اُس کو عدالت سے کسی صورت میں نہیں بچا سکتا۔ حکم دیا کہ اُسے گرفتار کرکے باقاعدہ عدالت کے سپرد کرو۔

عدالت میں باقاعدہ مقدمہ شروع ہُوا۔ گواہوں نے گواہیاں دیں۔ جس سے ثابت ہوگیا کہ واقعی یہ قاتل ہے۔ قاضی نے مقتول کے وارثوں کو بُلایا۔ اُنہیں خونبہا کے عوض میں راضی کر لیا۔ قرار یہ پایا کہ مقتول کے ورثاء کو بائیس اشرفیاں خون بہا کے عوض میں دی جائیں۔ مقتول کے وارثین نے راضی نامہ پر بخوشی دستخط کر دیئے۔

قاضی نے مسل بنائی۔ جب مسل مکمل ہُوچکی تو قاضی نے آخری فیصلہ کے واسطے وُہ مسل بادشاہ کے پیش کی۔ جس پر قاضی کا فیصلہ بالفاظِ ذیل تھا:۔

"حضورِ والا! میں مقدمہ کی تحقیق اور نیز گواہوں کے بیانات سے اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ ملزم واقعی قتلِ عمد کا مرتکب ہُوا ہے اور اس پر حقِ قصاص از روئے شرع جاری ہونا ضروری ہے لیکن مقتول کے ورثاء جو اب مدعی کی حیثیت سے ہیں برضا و رغبت خود خون بہا لینے پر راضی ہیں۔ میں نے ورثاء کے مشورہ سے ۲۲ اشرفیاں خوں بہا تجویز کیا ہے۔ برائے حصول حکم آخری مسل اجلاس معلی میں پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔"

جب سلطان احمد شاہ نے یہ روئداد پڑھی تو فرمایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مقتول کے ورثاء راضی ہوگئے ہیں لیکن فی الحقیقت یہ فیصلہ کمزور ہے کیونکہ قاتل میرا داماد تھا۔ اس لئے یقین کامل ہے کہ ورثاء نے ڈرتے ہُوئے پاس خاطر کی ہے۔ یا دوسرے معنوں میں خوشامد و چاپلوسی کی ہے۔ وارثوں کا خیال ہوگا کہ ہمارے اس معاملے کو درگزر کرنے سے بادشاہ ممنون ہوگا۔ دوسرے اس فیصلے کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ شاہی خاندان کے افراد ہر ایک کمزور اور غریب شخص کو اسی طرح مار ڈالا کریں گے۔ اگر یہی فیصلہ ہُوا تو انسان کی قدر و منزلت کیا رہے گی۔ میں سیاستاً، انتظاماً، شرعاً اور اخلاقاً اس فیصلے کے خلاف ہوں۔ گو مجھے یہ معلوم ہے کہ میری عزیز اور پیاری بیٹی اس صدمہ سے مجروح ہوگی۔ اور بے قرار و غمگین ہوگی۔ اور اس کو داغ بیوگی برداشت کرنا پڑے گا۔ لیکن میں خاندان یا اولاد کی خوشی کے لئے غریب رعایا کی جان کو اس طرح ارزاں اور سستا کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ ملزم نے جو اس طرح بے باکانہ غریب کا خون بہایا ہے۔ اس میں ضرور یہ گھمنڈ پوشیدہ تھا کہ میں بادشاہ کا چہیتا داماد ہوں۔ جو کسی طرح اولاد سے کم نہیں ہوتا اسی طرح راضی نامہ اور فیصلہ میں بھی ضرور شاہی رعایت ملحوظ ہے۔ ان تمام حالات اور واقعات پر نظر کرتے ہوئے میں کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا کہ عدالتِ ماتحت کے فیصلہ کو بحال رکھا جائے۔

اس فیصلہ سے دولتمندوں کو بڑی ڈھیل ملے گی۔ ایک شاہی خاندان کے رکن کے لئے بائیس اشرفیاں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں ایک جان بہت قیمتی ہے۔ خواہ وہ غریب ہی کی کیوں نہ ہو۔ اس لئے میں عدالت کے فیصلے کو منسوخ کرتا ہوں۔ اور حکم دیتا ہوں کہ قاتل کو قصاص کے طریقہ پر دار پر چڑھایا جائے۔ نیز یہ بھی حکم دیتا ہوں۔ کہ عبرت کے واسطے وسطِ شہر میں قاتل کی لاش کو لٹکایا جائے۔ تاکہ پھر کسی غریب کا خون بہانے اور خوں بہا دینے کی جرأت و امید نہ رہے۔

ہر چند محل کے اندر اور باہر بادشاہ سے سفارش کی گئی مگر سلطان نے اپنا آخری حکم واپس نہ لیا۔ اور قاتل کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔ سبحان اللہ۔ انصاف کو حد درجہ کمال پر پہنچایا۔ کہ رشتے دار کو دار پر لٹکایا۔

عزیز بچو! اس عبرت آموز واقعہ سے سبق حاصل کرو۔ اپنے دلوں کے اندر عدل و انصاف کے فانوس جلاؤ۔ اور اس کی شعاعوں سے اپنے باہمی تنازعات اور فسادات مٹانے کی کوشش کرو۔ اسلام ہمیں عدل و انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن ہم ترقی پسند دور میں بسنے والے سلمان اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔ اُلٹا جھوٹے گواہ بن کر غلط اور جھوٹی شہادتیں دے کر کنگال وفادار لوگوں کی گردنیں کٹواتے ہیں۔ یہ ہے آج کل کا انصاف۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں انصاف جیسی نعمت عظمےٰ عطا فرما کر راہِ صواب پر چلائے۔

آمین یا الٰہ العالمین

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ "منیجر"

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ۱۱/- ششماہی چھ روپے ۶/-
سہ ماہی تین روپے ۳/-

منظور شدہ
محکمہ جات:- تعلیم و جیل
(مغربی پاکستان)

رجسٹرڈ
ایل نمبر
۶۰۴۷

مغربی پاکستان کی مشہور دینی درسگاہ
مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر
کا
دسواں سالانہ
جلسہ

۲۲ ر ۲۳ ر ۲۴ ر شوال المکرم ۷۸ھ مطابق یکم ۲ ر ۳ مئی ۱۹۵۹ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ انشاء اللہ العزیز فارغ التحصیل علماء کرام و حفاظ مدرسہ ہذا کی دستار بندی اور تقسیم اسناد بھی ہوگی تفصیلات بعد میں شائع ہوں گی۔

المعلن
(مولانا) محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان شہر

دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ علماء کرام کا
مُصدّقہ* ترجمہ*
ہدیہ مجلد ۶/- محصولڈاک ۱/۸
قرآن مجید مترجم
از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ
دوبارہ چھپ کر آگیا ہے
معمولی لکھے پڑھے مرد و عورت اور بچے نہایت آسانی سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں
ملنے کا پتہ*
ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

ہفت روزہ خدام الدین لاہور
سہ روزہ ترجمان اسلام لاہور
ماہ نامہ الفرقان لکھنؤ۔
ماہ نامہ الصدیق ملتان
اور خالص دینی تبلیغی اسلامی لٹریچر ملنے کا پتہ*
حافظ محمد سلیم مکتبہ قریشیہ خیر المدارس ملتان شہر
سرپرست طبیب میر علی صاحب قریشی

عکسی قرآن مجید مترجم و محشیٰ
ترجمہ از مولانا محمود الحسن صاحبؒ۔ حاشیہ پر تفسیر از مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ
عکسی بلاکوں سے طبع شدہ۔ بڑی تقطیع جلی قلم۔ نمونے کے صفحے مفت طلب فرمایئے
تاج کمپنی لمیٹڈ، پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

تالے، قینچیاں، چاقو، چھریاں، موچنے، اُسترے و دیگر لوہے کا سامان تھوک و پرچون خریدنے کیلئے
قائم شدہ ۱۹۲۸ء
ہول سیل ڈپو **پاک لاک ہاؤس لاہور** (سابقہ انڈین) پرچون دوکان
۱۰ اسی شاہ عالم مارکیٹ نزد حبیب بنک لمیٹڈ فون نمبر ۵۰۶۳۰ ناغہ اتوار
زیر دروازہ مسجد وزیر خاں اندرون دہلی گیٹ لاہور ناغہ بروز جمعۃ المبارک فون نمبر ۲۷۴۳

قائم شدہ ۱۹۰۲ء آپ کی قدیم اور محبوب دکان فون نمبر ۳۶۶۹
چائنہ مارٹ دھنی رام روڈ انارکلی لاہور
اعلیٰ درجے کے ٹی ڈنر۔ کافی فروٹ سیٹ، شیشے کے بیمن سیٹ، پھولدان، پھولدان اینمل ویر ... اور نمائش کے لئے لکڑی کے دیدہ زیب ٹیبل لیمپ وغیرہ مناسب قیمتوں پر مل سکتے ہیں

... زیورات کے
زرفشاں جیولرز
۳۴ ۔ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور

... لاہور ... اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر نے چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا